عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۲۶ر ربیع الاول تا ۲ر ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۴ فروری ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۶

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی کے مُبلغ

مولانا محمد اجمل اور سید کمال شاہ شہید کر دیئے گئے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

جنات کا وجود اور اس کی حقیقت

ابوعروہ غزالی، کراچی

س:...... کیا ایسا کوئی واقعہ ہے کہ ایک صحابیؓ، آپؐ کے پاس آتے ہیں اور آپؐ اس سے سوال فرماتے ہیں کہ کہاں سے آرہے ہو؟ وہ صحابی عرض کرتے ہیں کہ ایک عورت کے جسم پر جن نے قبضہ کیا ہوا تھا اور میں نے اس کو جلادیا تو آپؐ فرماتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا؟ تو صحابیؓ نے ایک آیت سنائی اور کہا کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک کیا؟

ج:...... ایسا کوئی واقعہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔

س:...... کیا ایسا کوئی واقعہ ہے کہ ایک صحابیؓ نے دوسرے صحابیؓ سے کہا کہ جنات دیکھنے میں کس طرح کے ہوتے ہیں اور ان کے جسم کس طرح کے ہوتے ہیں؟ تو اُن صحابیؓ نے کہا کہ ان کے جسم کتے سے مشابہت رکھتے ہیں۔

ج:...... یہ واقعہ بھی ہمارے علم میں نہیں۔

س:...... قرآن و حدیث کی روشنی میں مجھے جنات کے بارے میں مزید کچھ بتایئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ جس قسم کے واقعات ہوئے ہیں وہ بھی بتایئے کیونکہ جنات کا ذکر قرآن مجید اور حدیث میں ہے مگر بہت سے لوگ ان کو نہیں مانتے۔

ج:...... جنوں کے وجود اور حقیقت پر حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری محدث دہلویؒ نے سورۂ جن کی تفسیر میں نہایت تفصیل سے بحث کی ہے جو ان کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے اور عربی میں "احکام المرجان فی احکام الجان" اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے، اس کا اردو ترجمہ دیکھ لیا جائے۔

اسلام سے قبل کے رواج

حافظ محمد رفیق، کراچی

س:...... قبول اسلام سے قبل ہماری قوم دو قبیلوں میں تقسیم تھی جن میں سے ایک قبیلہ کا نام مالہا اور دوسرے قبیلہ کا نام بیڈھو تھا، ہمارا رواج تھا کہ جو لڑکا قبیلہ مالہا سے تعلق رکھتا ہے وہ بیڈھو قبیلہ کی لڑکی سے شادی کرسکتا ہے اور جو لڑکا بیڈھو قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے وہ مالہا قبیلہ کی بیٹی سے شادی کرسکتا ہے، اس میں یہ شرط ہوگی کہ دونوں قبیلہ والوں کی ماموں کی لڑکی ہونا شرط ہے، اس کے علاوہ چچازاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد یا کسی رشتہ دار کی بیٹی نہیں لے سکتے، جب کہ اس قوم کے دونوں قبیلہ کے لوگ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عورتوں کا پردہ، بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم اور دیگر اسلامی احکامات کو تسلیم کرتے ہیں، یہ لوگ اپنے اس فعل یعنی اپنے ماموں کی بیٹی کے علاوہ شادی کرنے سے سب رشتوں کا انکار کرتے ہیں، بلکہ حرام سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی یہ رشتہ کرنا چاہے تو اس کو بھی جان سے مارنے کی دھمکی یا برادری سے الگ کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ الحمدللہ! ہم نے اس مکروہ رسم و رواج کو ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ ہماری راہنمائی کریں اور جو لوگ ان احکامات کا انکار کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا احکامات ہیں، یہ لوگ دائرہ اسلام میں شامل ہیں یا دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں خالہ زاد، پھوپھی زاد، چچازاد سے نکاح کرنا جائز ہے، اس کو حرام سمجھنا لاعلمی اور ناواقفی ہے، کیونکہ قرآن کریم کی آیات کی رو سے یہ محرمات میں شامل نہیں ہیں، بلکہ ان کے ساتھ نکاح کو اپنی طرف سے حرام ٹھہرانا شریعت کی ایک حلال کردہ چیز کو حرام کرنا ہے جو کہ کفر ہے۔ لہٰذا یہ عمل اور یہ رسم قابل ترک ہے۔ اسی طرح برادری کا اس رسم کے خلاف کرنے والوں کو قتل کی دھمکی دینا یا برادری سے الگ کرنا اور قطع تعلق کرنا بھی حرام ہے۔ دونوں قبیلوں کے بڑوں کو چاہئے کہ وہ مل جل کر اس مسئلہ کو حل کریں اور اس بُری رسم کو ختم کریں تاکہ ان کی موجودہ اور آنے والی نسل آپس کے جھگڑے اور خون خرابے سے بچ جائے ورنہ اس بُری رسم کو جاری رکھنے کی بنا پر آخرت میں مواخذہ کا اندیشہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری | صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ ۲۶ ربیع الاول ۲ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۱۵ فروری ۲۰۱۳ء شمارہ:۶

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں!	۵	محمد اعجاز مصطفی
مولانا محمد احمل اور سید کمال شاہ کی شہادت	۷	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلام اور تعمیر شخصیت	۹	مولانا محمد اللہ خلیل قاسمی
بعثت انبیاء علیہم السلام	۱۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نوجوانان ملت اور ہمارا معاشرہ	۱۷	مولانا محمد عظیم قاسمی فیض آبادی
مولانا منظور احمد سالک کا سانحہ ارتحال	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خدائی فیصلہ برحق ہے	۲۱	مولانا قاضی احسان احمد
''دردمند خاتون'' (۴)	۲۳	مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35, Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دَرسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اللہ کو ناراض کرکے انسانوں کو خوش کرنا

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے کوئی نصیحت لکھ بھیجئے، مگر زیادہ لمبی نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں تحریر فرمایا: سلام علیک! امابعد: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ: جو شخص لوگوں کو ناراض کرکے اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشقت سے خود کفایت فرماتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے انسانوں کو خوش کرنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد فرمادیتے ہیں، والسلام علیک!''

(ترمذی، ج:۲ ص:۶۴)

کاشانۂ نبوت کی معیشت کا نقشہ

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہمارے یہاں ایک پردے کا کپڑا تھا جس پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے، وہ میرے گھر کے دروازے پر آویزاں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ: اس کو اُتار دیں کیونکہ یہ مجھے دُنیا کی یاد دلاتا ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہمارے پاس ایک پُرانی کملی تھی جس پر ریشم کا کام کیا ہوا تھا، ہم اسے پہنا کرتے تھے۔'' (ترمذی، ج:۲ ص:۷۰)

دُنیا کے پیٹ بھرے آخرت میں بھوکے ہوں گے

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈکار لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میاں! ڈکارنے سے باز رہو، کیونکہ جو لوگ دُنیا میں زیادہ سیر ہوکر کھاتے ہیں، قیامت کے دن ان کی بھوک کا زمانہ سب سے زیادہ طویل ہوگا۔'' (ترمذی، ج:۲ ص:۷۱)

ڈکار عموماً پُرخوری کی وجہ سے آتے ہیں، اس لئے ڈکار لینے کی ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ اتنا نہ کھایا کرو کہ ڈکار آئیں۔ یہ صاحب جن کو یہ واقعہ پیش آیا حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ تھے، جو نوعمر تھے، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کے وقت یہ بالغ نہیں ہوئے تھے۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فہمائش کے بعد انہوں نے عمر بھر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیٹ بھر کر کھانے کا معمول نہیں تھا، جس سے ڈکاریں آیا کریں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دُنیا میں پیٹ بھر کر کھانا قیامت کے دن کی بھوک کا سبب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس اُمت میں سب سے پہلی ''بدعت'' جو جاری ہوئی وہ پیٹ بھر کر کھانے کی تھی۔

صحابہ کرامؓ کا عام لباس

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے ابوبردہؒ سے فرمایا: بیٹا! کبھی تم ہماری اس حالت کو دیکھتے جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور ہمیں بارش پہنچتی تھی تو تم گمان کرتے کہ ہم سے بھیڑوں کی بو آرہی ہے۔'' (ترمذی، ج:۲ ص:۷۱)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عموماً صوف کا ہوتا تھا، کبھی بارش ہوتی یا پسینے سے کپڑے بھیگ جاتے تو کپڑوں سے بھیڑوں کی سی بو آنے لگتی۔ اُوپر کی حدیث پاک سے کھانے کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زُہد معلوم ہوا تھا، اور اس حدیث سے لباس میں ان کا زُہد معلوم ہوا، جس سے واضح ہوا کہ ان حضرات کو دُنیا کی عیش و عشرت سے سروکار نہ تھا، اور نہ ان کو اچھا کھانے اور اچھا پہننے کا اہتمام تھا۔

☆☆..........☆☆

مال و جان کی قربانی دینے والوں کیلئے خوشخبری!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ''فلا تعلم نفس ... الآیہ'' ... سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانۂ غیب میں موجود ہے... حق تعالیٰ شانہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو نعمتیں تیار فرما رکھی ہیں قرآن و حدیث ان کے تذکروں سے لبریز ہیں، جابجا مختلف عنوانات سے اس کی خوشخبری دی گئی ہے اور مختلف پیرائے میں مژدے سنائے گئے ہیں۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

ایک عرصہ سے کراچی شہر کو انسانی خون کی ہولی سے رنگین کیا جارہا ہے۔ ایک انسان اپنے دل میں کئی آرزوئیں اور امنگیں لے کر گھر سے باہر جاتا ہے۔ باہر جاتے ہی کسی چوک، چوراہے، سڑک اور گلی پر بے رحم گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہو کر اس کی آرزو اور امنگوں کا صرف خون نہیں کرتیں بلکہ اس کی روح اور جسم کا رشتہ کاٹ کر صرف جسم اور لاش کی صورت میں گھر اور اس کے عزیزوں تک اسے پہنچادیتی ہیں۔ ان خونی واقعات میں شہید ہونے والوں میں ہر طبقہ فکر کے افراد شامل ہیں۔

جمعہ کی شام ۱۸؍جنوری ۲۰۱۳ء ایک گھنٹہ میں کراچی کے مختلف علاقوں میں فائرنگ کر کے تقریباً آٹھ افراد کو ابدی نیند سلادیا گیا۔ ان افراد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے نئے مبلغ مولانا محمد اجمل صاحب اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے پرانے رفیق اور مخلص ساتھی جناب سید کمال شاہ صاحب کو بھی شہید کردیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہمیشہ پُرامن اور دعوتی انداز میں اپنے مسلمان بھائیوں کے دین و ایمان کی حفاظت کرنے والی اور اپنے مسلمان بھائیوں کو عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کی اہمیت، ضرورت اور اس کی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے والی جماعت ہے۔ اس کا منشور ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کا تحفظ ہو اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے منکر ہیں، ان کو دلائل و براہین سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے جوڑا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر مکتب فکر کے حضرات ہمیشہ اس مشترکہ پلیٹ فارم پر متحد و متفق ہو کر ناموس رسالت کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس جماعت کے بزرگ اکابر اور راہنماؤں کو چن چن کر شہید کیا گیا مثلاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ کو ڈرائیور عبدالرحمٰن سمیت ۱۸؍مئی ۲۰۰۰ء کو شہید کیا گیا۔ حضرت کی ذات ایسی تھی کہ اپنے تو اپنے، بیگانے بھی آپ کے سایہ عاطفت سے سکون اور ٹھنڈک پاتے تھے۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ، حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ، ان کے صاحبزادے حافظ محمد حذیفہؒ، حضرت مولانا فخر الزمانؒ، بھائی عبدالرحمٰنؒ سری لنکن اور اب ہمارے یہ دو ساتھی مولانا محمد اجملؒ اور بھائی سید کمال شاہؒ کو شہید کیا گیا۔ اس موقع پر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم نے یہ بیان جاری کیا:

"کراچی (پ ر) حکومت علماء و طلبا اور عوام کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام ہو چکی ہے۔ ملک بھر میں عموماً اور کراچی شہر میں خصوصاً دہشت گردی، بم دھماکے، قتل و غارت گری اور ٹارگٹ کلنگ عروج پر ہے۔ ارباب اقتدار اپنی حکمرانی کا حق کھو چکے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے ختم نبوت کے دو کارکنوں مولانا محمد اجمل اور سید کمال شاہ کی شہادت پر

تعزیت کے لئے آنے والے وفد سے کیا۔انہوں نے کہا کہ جو حکمران اپنے شہریوں کی جان و مال کی حفاظت سے قاصر ہیں،امن وامان کی ذمہ دار مختلف ایجنسیوں اور رینجرز کی موجودگی میں قتل وغارت گری اور ٹارگٹ کلنگ پر قابو پانے میں بُری طرح ناکام ہیں انہیں فوری طور پر مستعفی ہوجانا چاہئے۔آئے روز دینی مدارس کے علماء وطلبا اور کارکنان کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور پُر امن شہریوں کو خاک وخون میں تڑپایا جاتا ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ سندھ اور گورنر سے مطالبہ کیا ہے کہ ختم نبوت کے کارکنوں کے بہیمانہ قتل کا نوٹس لیتے ہوئے قاتلوں کو فوری گرفتار کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزادی جائے۔دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اجمل اور سید کمال شاہ کی نماز جنازہ رات نمائش چورنگی پر ادا کی گئی اور شہداً کی میتوں کو ان کے آبائی گاؤں روانہ کردیا گیا۔جنازہ میں علماء کرام وطلبا اور کارکنان ختم نبوت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔‘‘

مولانا محمد اجمل ولد رحیم بخش ڈیرہ نواب اوچ شریف سے آپ کا تعلق تھا،دارالعلوم کبیر والا سے گزشتہ سال آپ نے دورہ حدیث کی تکمیل کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان مرکز میں تین ماہ کا ردقادیانیت کورس مکمل کیا۔آپ نہایت ذہین،معاملہ فہم اور سامع کے ذہن میں بات اتارنے کا ملکہ رکھتے تھے،ان صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے مرکزی جماعت نے فیصلہ کیا کہ ان کو مبلغ کی حیثیت سے اپنی جماعت میں لے لیا جائے اور ان کی خواہش پر ان کی تشکیل کراچی دفتر میں بحیثیت مبلغ کردی گئی۔

ابھی ایک ماہ ہی نہیں گزرا تھا کہ سفاک درندوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرکے اگلی منزل سدھار گئے۔ان کے ساتھ شہید ہونے والے ہمارے دوسرے پرانے ساتھی بھائی سید کمال شاہ ولد مہر شاہ اٹھارہ سال سے کراچی جماعت کے دفتر سے منسلک تھے،انتہائی مخلص،ہمدرد،بہادر،دیانت دار اور سراپا عجز وانکسار تھے،کسی کام سے ان کو دریغ نہ ہوتا تھا،گاڑی چلانی ہو،ڈاک بنانی ہو،ڈاک پہنچانی ہو اور دفتر کے روز مرہ کے معاملات سب میں شاہ صاحب پیش پیش ہوتے تھے۔خود بھی ہنس مکھ تھے اور دوسروں کو بھی ہنسانے کا گُر جانتے تھے،کتنے ہی نامساعد حالات کیوں نہ ہوتے،ان کے چہرہ پر کبھی پریشانی کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔

روز شہادت بھی کئی پروگراموں پر سے ہوکر آئے تھے،دفتر گاڑی کھڑی کی،عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے اور بنوری ٹاؤن سے کچھ لینے کے لئے مولانا محمد اجمل کے ہمراہ موٹر سائیکل پر گئے تھے کہ طیبہ مسجد سے کچھ آگے چوراہے کے قریب دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کرکے ان کو شہید کردیا۔

جناب قاری اقبال صاحب کے بقول کہ ایس ایس پی کا میرے پاس فون آیا کہ قاری صاحب جمشید کوارٹر تھانے کی حدود میں اسلامیہ کالج کے قریب جگر مراد آبادی روڈ پر دو طالب علم شہید کردیئے گئے ہیں،آکر ان کی پہچان کریں۔قاری صاحب موقع پر پہنچے لیکن دونوں نعشوں کو جناح ہسپتال لے جایا جاچکا تھا،قاری صاحب جناح ہسپتال گئے،وہاں پر مولانا محمد اجمل صاحب کا کارڈ چیک کیا تو اس پر دارالعلوم کبیر والا کا ایڈریس تھا،قاری صاحب نہ پہچان سکے،پھر فون کے ذریعے دفتر رابطہ کیا تو بتایا گیا کہ ان کے ساتھ سید کمال شاہ بھی تھا؟ قاری صاحب نے کہا کہ میں نے پولیس والوں سے معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ دوسری میت بھی آچکی ہے اس کو دیکھا تو وہ سید کمال شاہ کی میت تھی۔دونوں کو جناح ہسپتال سے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں لایا گیا،دونوں کے گھر والوں سے رابطہ ہوا،ان کے اصرار پر ان کی میتوں کو بھجوانے کی تیاری شروع کردی گئی،رات ایک بجے نمائش چورنگی پر ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور دو ایمبولینسوں کے ذریعے سید کمال شاہ کو صادق آباد اور مولانا محمد اجمل کو اوچ شریف روانہ کیا گیا۔صادق آباد میں سید کمال شاہ کی نماز جنازہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے پڑھائی اور اوچ شریف میں مولانا محمد اجمل صاحب کی نماز جنازہ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے پڑھائی اور دونوں کی اپنے اپنے مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔قافلہ شہداء میں ملنے والا ہر شہید گویا زبان حال سے یہ پکار رہا ہے کہ:’’میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں؟‘‘

یہ پاک و پاکیزہ خون جو کراچی میں آئے دن بہایا جارہا ہے اور معصوم لوگوں کو بلا تفریق ذبح کیا جارہا ہے۔انشاء اللہ!ایک دن یہ خون ضرور رنگ لائے گا اور ظالموں کو آخرت میں ضرور اس کا جواب دینا پڑے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

مولانا محمد اجملؒ وسیّد کمال شاہؒ کی شہادت!

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اجمل شاہین، جناب سید کمال شاہ صاحب ۱۸ر جنوری ۲۰۱۳ء بروز جمعۃ المبارک بعد از عشاء اسلامیہ کالج کراچی کی سڑک پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید کردیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد اجمل شہیدؒ:

مولانا محمد اجمل شہید بستی علی والا موضع کوٹلہ شیخاں نزد اوچ شریف کے رہائشی تھے۔ والد گرامی کا نام رحیم بخش قوم سندیلہ ہے۔ زمیندارہ پیشہ سے تعلق ہے۔ جنس کا بیوپار بھی کرتے ہیں۔ جناب رحیم بخش کو اللہ رب العزت نے پانچ بیٹے دیئے۔ ان میں دو کو آپ نے علم دین پڑھایا۔ حافظ محمد اکبر صاحب کراچی میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے کا نام محمد اجمل تھا۔ اس نے دارالعلوم کبیر والا سے تعلیم حاصل کی اور مولانا محمد اجمل کہلائے۔

مولانا محمد اجمل انتہائی ملنسار، کم گو، محنتی، اطاعت شعار، ہنس مکھ، مطالعہ کا دلدادہ، خط انتہائی عمدہ، رنگ گندمی، قد درمیانہ، انتہائی متناسب الاعضاء، گھنی خوبصورت سیاہ داڑھی، ابرو ملے ہوئے، پیشانی کشادہ، چلنے میں وقار، سوچ میں گہرائی، تمام اساتذہ کی شفقتوں کے امین، گذشتہ سال دورہ حدیث شریف کیا۔ اساتذہ کے مشورہ سے شوال المکرم سے ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ سہ ماہی ردقادیانیت کورس دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں کیا۔ پوری کلاس میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔ کلاس کے اساتذہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد راشد مدنی نے متفقہ طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ماہ محرم دفتر مرکزیہ میں بحیثیت مبلغ کے تربیت حاصل کی۔

قادیانی کتب سے حوالہ جات کی تخریج کے کام پر لگایا گیا۔ دن رات ایک کردیا۔ جو کام ذمہ لگایا جاتا، شبانہ روز کی محنت سے اسے سرانجام دیتے۔ اس دوران میں پاکپتن، چناب نگر کے دینی اجتماعات میں شرکت کی۔ اتحاد اہل سنت کے مرکز میں علماء کرام کی تربیتی کلاس چل رہی تھی۔ فقیر کی ہفتہ بھر کی وہاں حاضری طے تھی۔ مولانا محمد اجمل اس میں فقیر کے دست راست کے طور پر شریک کلاس رہے۔ یہاں سے لاہور جاتا ہوا ملتان تشریف لائے۔ اتنے میں مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا پیغام آچکا تھا کہ مولانا محمد اجمل کو کراچی بھیج دیا جائے۔ مولانا محمد اجمل خود بھی کراچی جانے کے خواہش مند تھے کہ وہاں پہلے سے ان کے بھائی رورہے ہیں۔

کراچی سے مجلس کا ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت نکلتا ہے۔ وسیع لائبریری ہے۔ ترقی کے بہت مواقع ہیں۔ خود خواہش کی کہ مجھے وہاں متعین کردیا جائے۔ چنانچہ مجلس کی ضرورت اور اس سے کہیں زیادہ مولانا محمد اجمل کی اپنی خواہش سے وہ کراچی روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت مرزا قادیانی کا ایک الہام ''خدا کی طرف سے عزا پرسی'' پر ایک مضمون لکھا اور فقیر کو دیکھنے کے لئے دیا۔ فقیر نے مضمون پر نظر ڈالی۔ ایک دو باتیں عرض کیں اور مضمون رکھ لیا کہ اسے لولاک میں شائع کریں گے۔ تاکہ آپ کو لکھنے کا شوق ہو۔ اس پر وہ زیرلب مسکرائے۔ اجازت لی اور چل دیئے۔

شہادت سے ایک، دو روز قبل مجھے فون کیا۔ خیر خیریت معلوم کی۔ کام کی رپورٹ دی۔ دل لگ جانے کا مژدہ سنایا۔ بہت ہی خوشی ہوئی۔ فقیر سے فون پر ان کی یہ پہلی اور آخری گفتگو تھی۔ عمر کوئی پچیس سال ہوگی۔ اگلے دو ماہ تک شادی طے تھی۔ شہادت والے دن جمعہ کو مفوضہ امور سرانجام دیئے۔ جمعہ پڑھایا۔ عصر کے قریب دفتر تشریف لائے۔ اسی دن شہادت سے ایک گھنٹہ قبل گھر فون کیا۔ والدہ، والد، ماموں بہت سارے حضرات سے کافی دیر فون پر گفتگو کرتے رہے۔

عشاء کے بعد دفتر میں ساتھیوں نے دسترخوان لگایا۔ ان کو کھانے کے لئے کہا۔ مولانا محمد اجمل اور سید کمال شاہ دونوں نے کہا کہ ہم دس منٹ میں آتے ہیں۔ پھر آئے تو سہی، لیکن سرخرو ہوکر۔ حق تعالیٰ ان کی قربانی کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ خالصتاً وہ دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ اس روز اسی وقت ایک گھنٹہ میں مختلف مقامات پر ۹ آدمی دہشت گردی کا شکار ہوئے۔ کراچی دفتر سے ایمبولینس کے ذریعہ ان کے جسد مبارک کو آبائی گاؤں بھجوایا گیا۔

اگلے روز ۱۹ر جنوری کو حضرت مولانا عزیز

الرحمٰن جالندھری کی امامت میں جنازہ ہوا۔ نندلال قبرستان میں وہ رحمت حق کے سپرد ہوئے۔ دور دراز دیہات میں ہونے کے باوجود علماء کی اکثریت تھی۔ مذہبی سیاسی قائدین موجود تھے۔ ج دھج سے جنازہ ہوا۔ ان کے مادر علمی دارالعلوم کبیروالا سے اساتذہ اور مرحوم کے ساتھیوں، حضرات علماء کرام کی دو ویگنوں پر آمد ہوئی۔ دارالعلوم مدنیہ بہاول پور سے حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، دارالعلوم کبیروالا سے مولانا مفتی ارشاد احمد، مولانا محمد اسحق ساقی، حافظ محمد انس، مولانا رشید عباسی، قاضی عمر فاروق، مولانا محمد جاوید اختر، سید مخدوم سمیع الحسن گیلانی و دیگر حضرات نے شرکت فرمائی۔

رات عشاء کے قریب تدفین کے عمل سے فارغ ہوئے۔ عالم دین، صالح طبیعت اس نوعمری میں ان کی شہادت، بجا طور پر لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا ہی جنت کے لئے کیا تھا۔ دنیا میں تو بس وہ رونمائی کے لئے آئے تھے۔ اتنی جلدی اور اس قدر اس شان سے گئے کہ میرے جیسے کئی ضعیف العمران کا منہ ہی تکتے رہ گئے۔ حق تعالیٰ درجات بلند فرمائیں۔ حق تعالیٰ شانہ انہیں بدر، حنین، یمامہ اور کربلا کے شہیدوں کی معیت نصیب فرمائیں۔

سید کمال شاہ شہیدؒ:

نام بھی کمال تھا اور خود بھی کمال کے آدمی تھے۔ سید، آل رسولؐ میں سے تھے۔ کشادہ گول چہرہ، خندہ رو، کمال کے دیانتدار، کم گو، اپنے کام سے کام، امانت ان کے در کا پانی بھرتی تھی۔ اتنے بھرپور محبتوں والے انسان کہ سبحان اللہ! خودداری کا مجسمہ، غنی دل، شرافت کا پتلا، غرض ایک سید آل رسولؐ میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں، وہ ان میں بھرپور موجود تھیں۔ ۱۸ سال کراچی مجلس میں کام کیا۔ کام میں نام بھی کمایا۔ ہر دوست کے دل کی گہرائیوں میں محبت کا اس نے آشیانہ بنایا۔ وہ بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ والد کا نام سید مہر علی شاہ تھا۔ توحید نزد رحیم آباد تحصیل صادق آباد کے رہائشی تھے۔ کمسن تین بیٹیاں یادگار ہیں۔

سفید پوش انسان تھے۔ جمعۃ المبارک کے دن شہر میں جماعتی رفقاء کے ساتھ مجلس کے مفوضہ امور سرانجام دیئے۔ مولانا محمد اجمل صاحب کو عشاء کے بعد اسکوٹر پر بٹھایا۔ دس منٹ بعد آنے کا کہا۔ دونوں ساتھ گئے۔ ساتھی تکتے رہ گئے۔ دونوں واپس آئے تو ساتھی سکتے میں رہ گئے۔ کراچی سے ساتھ ہی دو ایمبولینسوں میں روانہ ہوئے۔ سید کمال شاہ کی ایمبولینس صادق آباد میں رکی اور مولانا محمد اجمل صاحب کی اوچ شریف۔ عصر کے بعد سید کمال شاہ کا صادق آباد میں اور مولانا محمد اجمل کا اوچ شریف میں ایک ہی وقت میں جنازہ ہوا۔ علیحدہ علیحدہ مقامات پر تقریباً ایک ہی وقت تدفین ہوئی۔ ایک ہی وقت میں رب کے حضور پیش ہوئے۔ دونوں موتی، دونوں ہیرے، دونوں انمول، دونوں باکمال، ایک سید اسم بامسمّٰی کمال سراپا کمال، دوسرا سراپا جمیل نہیں بلکہ اجمل۔ اکٹھے دونوں چل دیئے۔ دونوں سرخرو ہوگئے۔ وہ ہم سب کو روتا چھوڑ کر خود جنت کے قندیلوں پر محو مسکراہٹ و چہچہاہٹ زندگی ہو تو ایسی، جانا ہو تو ایسا۔ پھر برزخ و آخرت کا سفر سرخروئی کے ساتھ۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور ان کی قربانی کے صدقے اللہ رب العزت اہلیان کراچی کو سکون نصیب فرمادیں۔ آمین! ☆☆☆

مولانا مفتی راشد مدنی کے مساجد و مدارس میں اصلاحی بیانات

نواب شاہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی راشد مدنی کے نواب شاہ کے مختلف مدارس اور مساجد میں بیانات ہوئے۔ ۲۶ر دسمبر بعد نماز فجر جامع مدنیہ مسجد منو آباد میں درس دیتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ ختم نبوت ایسا عقیدہ ہے، جس کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے ہے۔ اس دور میں بہت سے فتنے برپا ہیں، انہی میں ایک بڑا فتنہ قادیانیت ہے، قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بعد نماز عصر جامع مدنی مسجد کپڑا مارکیٹ میں بیان کرتے ہوئے مولانا مفتی راشد مدنی نے کہا کہ قادیانی ختم نبوت پر صریح آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کا انکار کرتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و مصلح مانتے ہیں اور مرزے کی پیروی کو نجات کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ بعد نماز عشا مرکزی جامع مسجد سوسائٹی نواب شاہ میں تاریخ ختم نبوت پر درس دیتے ہوئے مولانا محمد راشد مدنی نے کہا کہ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں منکر ختم نبوت مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ شہید ہوئے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے امت کو یہ سبق دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے مسئلہ پر مسلمان اپنا سب کچھ قربان کرسکتے ہیں، کوئی سمجھوتہ نہیں کرسکتے۔ ۲۶ر دسمبر بروز بدھ جامعہ تفہیم القرآن، جامعہ محمدیہ عربیہ، جامعہ باب البرہان کے طلباء سے مولانا مفتی راشد مدنی مدظلہ نے اہمیت دین اور عظمت ختم نبوت کے عنوانات پر خطاب کیا اور علماء کرام سے ۸ر مارچ کو نواب شاہ میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے سلسلے میں ملاقاتیں کیں اور جامعہ دارالعلوم نواب شاہ کے مہتمم مفتی اکمل اور مدرسہ کے دیگر اساتذہ سے خصوصی ملاقات کی۔ ۲۷ر دسمبر بروز جمعرات کو آپ نے مولانا تجمل حسین، قاری محمد امجد مدنی، بھائی محمد شکیل کے ہمراہ جامعہ حسینیہ شہداد پور کے مہتمم مولانا محمد یوسف اور مدرسہ کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالرشید سے ملاقات کی۔ اس کے بعد خانقاہ شاہ پور چاکر میں حاضری دی اور مولانا محمد حسن عباسی کے بیٹوں سے تعزیت کی۔

اسلام اور تعمیرِ شخصیت

مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی

اسلام سے پہلے کے عرب کی تاریخ جو کچھ دستیاب ہے، اس سے عرب کی مجموعی سیاسی وسماجی اور اخلاقی و معاشرتی صورت حال کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں۔ اس وقت کی ترقی یافتہ قومیں عربوں کو نہایت جاہل، اجڈ اور گنوار سمجھتی تھیں۔ شام ویمن کے کچھ شمالی و جنوبی علاقوں کو چھوڑ کر پورا جزیرہ نمائے عرب کا صحرائی علاقہ دنیا کے فاتحین وحکمرانوں کے لئے کوئی کشش نہیں رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پوری معلوم تاریخ میں عرب کے علاقہ میں نہ کوئی باقاعدہ سیاسی نظام قائم ہوا اور نہ کسی سیاسی طاقت نے عربوں کو اپنے زیرنگیں رکھنے کی کوشش کی۔

شاید عرب وہ قوم تھی جسے اللہ نے تکوینی طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ عرب کے سنگلاخ اور صحرائی علاقوں میں آباد کرایا اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی علمبرداری کے لئے ان کو تیار کیا، یہی وجہ رہی کہ وہ فطری ماحول میں پرورش پاتے رہے اور ان کے اندر فطری صلاحیتیں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ نہ کسی سیاسی نظام نے ان کو متاثر کیا اور نہ کسی ثقافتی یلغار نے ان کی فطری صلاحیتوں کو گدلا کیا۔

عرب اپنے قدرتی اور فطری انداز میں زندگی گزار رہے تھے۔ ان کی اس فطری اور آزاد زندگی میں جہاں کچھ قدرتی حسن موجود تھا، ان کے اندر شجاعت و بہادری، جرأت و بے باکی، سخاوت و فیاضی، غیرت وحمیت اور فصاحت و بلاغت، جیسے اوصاف موجود تھے، وہیں ان کے اندر اخلاق وکردار کی بہت ساری برائیاں بھی پیدا ہوگئی تھیں۔ ان کی شجاعت و بہادری کو صحیح رخ نہ ملنے سے ان کے اندر بے جا قتل وقتال، خانہ جنگی اور قبائلی عصبیت کی قباحتیں پیدا ہوگئی تھیں۔ ایسی ہی قبائلی عصبیت کی خونیں لڑائیں بہت ہی معمولی باتوں پر چھڑ جاتی تھیں اور پشتہاپشت چلتی تھیں۔ حرب بسوس، حرب داحس اور حرب بعاث وغیرہ جیسی تقریباً سوا سو مشہور جنگوں میں ایسی کوئی جنگ نہیں ملتی جو کسی معقول اور اہم سبب کی بنا پر شروع ہوئی ہو۔

عربوں میں بے جا غیرت وحمیت کی وجہ سے بعض قبائل میں لڑکیوں کے قتل اور زندہ درگور کرنے کی وبا در آئی تھی۔ فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ صلاحیت کو کسی تعمیری و اخلاقی پہلو میں استعمال کرنے کے بجائے وہ باہمی قبائلی منافست اور فخر وریا حتی کہ جنگ وجدال میں صرف کیا کرتے تھے۔ ان کی شعروشاعری کی ساری توانائیاں فخر و مباہات میں صرف ہورہی تھیں۔ زبان وبیان کی ساری زور آزمائی کا محور ذاتی و قبائلی بڑائی تھا۔ ان کی نگاہوں کے سامنے ان کی ساری زندگی کا کوئی بڑا تعمیری مقصد نظر نہیں آتا، جس کے لئے وہ اپنی فطری اعلیٰ صلاحیتوں کو استعمال کرتے۔ فطری اور آزاد ماحول میں پرورش کی وجہ سے ان کے اندر اطاعت حق کا جوہر موجود تھا، لیکن ملت ابراہیمی کے صحیح خدوخال کے مٹ جانے کی وجہ سے ان کے اندر شرک وبت پرستی سرایت کرگئی تھی، یہی ان کی سب سے بڑی بیماری بن گئی۔ شرک ومظاہر پرستی نے ان کی قوت فکری کو مفلوج کر کے رکھ دیا اور وہ اپنے نفس اور قبیلہ سے اوپر اٹھ کر کچھ اور سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہ گئے تھے۔

اسلام کی کردار سازی اور تعمیر شخصیت

اسلام نے سب سے پہلے عربوں کی اسی کمزوری کو نشانہ بنایا، شرک وبت پرستی کو سب سے بڑا جرم قرار دیا گیا اور توحید کو تمام نیکیوں اور اچھائیوں کی اساس قرار دیا گیا۔ توحید سے عربوں کے فکری جمود کا پتھر چکنا چور ہوگیا۔ اسلام کی دعوت توحید نے عربوں کے بے جان لاشہ میں حرکت واضطراب اور جہد وعمل کی خوشگوار روح پھونک دی، جس سے ان کی خوابیدہ صلاحیتوں میں زندگی کی توانائیاں دوڑ گئیں۔ اس طرح اسلام نے عربوں کو خوب غفلت سے بیدار کر کے مردم سازی کی بے نظیر تاریخ پیش کی۔ اس نے غلاموں کو شہنشاہ، بوریہ نشینوں کو حاکم و مدبر اور وحشیوں کو اعلیٰ ترین تہذیب وتمدن کا علمبردار بنا دیا۔

عربوں میں بہت سی ایسی قابل قدر صفات موجود تھیں، جن کا وہ صحیح استعمال نہیں کرتے تھے۔ وہ جنگ جو واقع ہوئے تھے، ان کی صحرائی اور غیر تمدنی زندگی کا تقاضا بھی یہی تھا۔ جنگ ان کے لئے ایک ضرورت سے زیادہ تفریح اور دل بستگی کا سامان تھی۔ بہادری ان کے محل سرا کی کنیز تھی، لیکن وہ جنگ کا غلط استعمال کرتے تھے، قبیلہ اور وطن کے نام پر لڑتے تھے، اسلام نے انہیں اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت

حق کے جذبہ سے لڑنے کا سبق دیا۔

وہ نہایت حق گو، بے باک، فیاض، تیز فہم اور عہد کے پکے تھے مگر ان کے یہ اوصاف حمیدہ غلط رخ پر محو سفر تھے۔ قرآن نے آ کر ان کی خرابیوں کو اچھائیوں سے بدل دیا اور اچھی صفات کو صحیح سمت پر ڈال دیا۔ اسلام نے اس طرح ان کو متحرک کیا کہ وہ دنیا کے اندھیروں کو ختم کرنے والے اور ہر طرف اجالا پھیلانے والے بن گئے، ان سے لوگوں کو راہنمائی ملی، یہ اسلامی انقلاب کا تعمیری مرحلہ تھا۔

ان کی زندگی کا کوئی مقصد اور مطمح نظر نہ تھا، عربوں نے قرآن پڑھ کر اس میں عظیم ترین سچائی کو پالیا۔ قرآن نے ان کے سامنے اعلیٰ مقصد آخرت کو پیش کیا، چنانچہ وہ ان کے لئے حقائق کی دریافت کا ذریعہ بن گیا۔ اسلام نے ان کے ذہن کے بند دروازوں کو کھول دیا، ان کے سینوں میں حوصلوں کے چشمے جاری کر دیے، اسلام نے ان کی سوچ کی سطح کو بدل دیا اور اسی کے ساتھ کردار وعمل کے معیار کو بھی اونچا کر دیا۔ اہل ایمان کو اسلام کا عطا کردہ مقصد حیات اتنا عظیم تھا کہ اس کی حد کہیں ختم نہیں ہوئی، اس لئے ان کی ذات سے ایسے کارنامے ظاہر ہوئے جو کسی حد پر بھی رکنا نہیں جانتے تھے۔ اسلام نے ان کے ذہن کو جگا کر اس کے اندر سوچ کی بے پناہ محبت بھر دی۔

اسلام کی معجزاتی تاثیر نے ہی اخلاق واقدار سے بیگانہ عرب قوم کو تہذیب اور اعلیٰ اخلاق کا آئیڈیل بنادیا۔ درسگاہ قرآنی کے اولین فضلاء یعنی صحابہ کرامؓ دین واخلاق اور سیاست وقوت کے مکمل پیکر تھے۔ ان میں انسانیت کی اپنے تمام گوشوں، شعبوں اور محاسن کے ساتھ نمود تھی۔ ان کی اعلیٰ روحانی تربیت، بے مثال اعتدال، غیر معمولی جامعیت اور وسیع عقل کی بنا پر ان کے لئے ممکن ہوا کہ وہ انسانی گروہ کی بہتر طور پر اخلاقی اور روحانی قیادت کر سکیں۔ ان کے اعلیٰ اخلاقی نمونے معیار کا کام دیتے تھے اور ان کی اخلاقی تعلیمات عام زندگی اور نظام حکومت کے لئے میزان کا درجہ رکھتی تھیں۔ ان میں فرد و جماعت کا تعلق حیرت انگیز طور پر روادارانہ اور برادرانہ تھا، وہ ایک معیاری دور تھا جس میں عدل و انصاف، صدق وسادگی، خلوص ووفا اور محبت والفت کی خوشگوار ہوائیں چلتی تھیں۔ اس سے زیادہ ترقی یافتہ دور کا انسان خواب نہیں دیکھ سکتا اور اس سے زیادہ مبارک وپر بہار زمانہ فرض نہیں کیا جاسکتا۔

حضرات صحابہؓ کے حیرت انگیز انقلابی کارنامے

یہ اسلام کے عظیم الشان انقلابی پیغام کا کرشمہ تھا کہ صحابہ کرامؓ کا ایک ایسا منتخب طبقہ دنیا میں پیدا ہوا جس کی نظیر روئے زمین پر کبھی موجود نہیں رہی۔ تمام انبیاء ورسل اور فلاسفہ ومفکرین میں یہ فخر صرف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ دیگر بڑے بڑے انبیاء ورسل اور فلاسفہ ومفکرین کو اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ تعداد کے اعتبار سے دنیا کے سب سے بڑے مذہب عیسائیت کے رہنما حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو صرف چند حواری ملے، ان میں ایک ایسا بھی تھا جس نے دشمنوں سے خود ان کی مخبری کر دی اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق ان کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب بنو اسرائیل نے میدان جنگ میں انہیں ٹکا سا جواب دے دیا کہ تم اور تمہارا خدا جاؤ اور لڑو اور ہم یہیں بیٹھے ہیں۔

اس کے برعکس اسلام کی بے مثال انقلابی تعلیمات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جاں نثار پیروکاروں کی ایک جماعت میسر ہوئی جس نے آپؐ سے محبت وتعلق کا حق ادا کیا اور آپؐ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ حضرات صحابہ کرامؓ کے اندر وہ تمام صفات وکمالات بدرجہ اتم پیدا ہوئیں جن کی اس مشن کی تکمیل کے لئے ضرورت تھی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قوم میسر آئی وہ جانبازی وجاں نثاری، قدسی صفات، اعلیٰ انسانی اخلاق، بلند کرداری اور شاندار فطری صلاحیتوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ پوری انسانی تاریخ میں ایسی عظیم الشان جماعت روئے زمین پر نہیں پائی گئی، اپنی تعداد کے اعتبار سے بھی اور اپنی گوناگوں خوبیوں اور خصوصیات کے اعتبار سے بھی۔ تاریخ عرب کا مشہور مصنف پروفیسر فلپ کے حتی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ: ''پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انتقال کے بعد عرب کی بنجر زمین گویا جادو کے ذریعہ ہیروں کی نرسری میں تبدیل ہوگئی، ایسے ہیروں کی اتنی تعداد اور ان جیسی صفات کا حامل کہیں اور پایا جانا بہت مشکل ہے۔''

اس کے الفاظ یہ ہیں:

"After the death of the prophet, the sterile Arabia seems to have been converted as if by magic into a nursery of heroes the like of whom both in number and quality is hard to fine anywhere."

(Philip K Hitti, Histoy of Arabs, 142)

حضرات صحابہ کرامؓ کی ایام جاہلیت اور اسلام کی زندگی پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ایام جاہلیت میں تمام اکابر صحابہ کرامؓ جن کی کوئی امتیازی شناخت نہیں تھی اور جو عام انسانوں کی طرح سمجھے جاتے تھے، لیکن قبول اسلام کے بعد ان کے اندر علم و عمل کی بے پناہ قوت ودیعت کر دی گئی۔ ان میں سے کتنے اسلام کے وسیع وعریض امپائر کے حکمران ہوئے، کوئی مشہور عالم فوجی جرنیل، کوئی نامی گرامی فاتح، کوئی اولوالعزم اور طالع آزما مجاہد، کوئی میدان علم

وتقویٰ کا شہسوار اور کوئی اعلیٰ انسانی اخلاق کا پیکر، ایک ایک صحابی کی زندگی کا ورق اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ ان کی زندگی میں کتنے ہمہ گیر انقلابات آئے اور اسلام نے ان کی خوابیدہ فطری صلاحیتوں کو جگا کر انہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور ان کا نام رہتی دنیا تک کی تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں (۱۸ھ میں) شام کے محاذ پر مسلمان فوج میں طاعون کی وبا پھیل گئی جو تاریخ میں ”طاعونِ عمو“ کے نام سے مشہور ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق اور معیاری تصنیف ”الفاروق“ میں لکھا ہے کہ: ”پچیس ہزار مسلم فوج اس وبا کا نشانہ بن گئی، ورنہ پچیس ہزار کی یہ جیالی فوج آدھی دنیا فتح کرنے کے لئے کافی ہوسکتی تھی۔“

اسلام کی آفاقی تعلیمات نے شخصیات کی تعمیر اور کردار سازی میں جو انقلابی رول ادا کیا ہے وہ تاریخ کے ہر دور کا ایک نمایاں باب ہے۔ اسلام نے خدا جانے کتنے لوگوں کی زندگی کی کایا پلٹ دی اور نہ جانے کتنے دلوں میں ہلچل مچادی۔ اسلام کی پوری تاریخ عبقری شخصیات سے پُر ہے۔ علم واخلاق، فکر و فلسفہ اور سیاست وحکومت کے ہر میدان میں ایسی بے شمار عالمی شخصیات پیدا ہوئیں جن کی نظیر کسی اور مذہب میں مل ہی نہیں سکتی۔ حضرات صحابہ کرامؓ کے بعد تابعینؒ اور بعد کے ادوار میں عالم اسلام کے اندر کتنے عباقرہ، اکابر علماء وزعماء، محدثین ومفسرین اور مشہور عالم شخصیات پیدا ہوئیں، یہ یقیناً اسلام کی انہیں انقلابی تعلیمات کی پیداوار تھیں۔ ان کی زندگی میں حرکت وعمل کی انقلاب آفریں روح تھی جو اسلام نے ہی ان میں پھونکی تھی اور ان کی زندگی میں جس رفتار سے برقی لہر دوڑ رہی تھی، اس کی سپلائی اسلام ہی کے

پوری اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب جب مسلمانوں نے خود کو اسلام کی انقلاب آفریں تعلیمات سے مکمل طور پر ہم آہنگ کیا ہے، ان میں اسی طرح کی انقلابی روح پیدا ہوئی ہے اور ان سے حیرت انگیز انقلابی کارنامے وجود میں آئے ہیں۔ زوال وادبار کا جو طوفان بلاخیز اس وقت مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے، اس کی بنیادی وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔

کاش یہ عظیم حقیقت ہمیں دریافت ہوجاتی کہ ہماری کامیابی کی کنجی مغرب کی خیرہ کن تہذیب میں نہیں، بلکہ ان سادہ اسلامی تعلیمات میں ہے جس کا ایک علمبردار (حضرت ربیع بن عامرؓ) رستم ایران کے زرق برق ایوان کے قالینوں اور غالیچوں کو نیزہ کی نوک سے چھیدتے ہوئے پہنچا اور یہ اعلان کیا کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد انسانوں کو دنیا کی تنگی سے کشادگی کی طرف اور باطل مذاہب کی بے اعتدالیوں سے اسلام کے عدل کی طرف لانا ہے۔ (الکامل فی التاریخ)

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

اسلام جس طرح کل مسلمانوں کی عظمت و رفعت کا ضامن تھا، اسی طرح آج بھی ہے، اس میں وہ قوت ہے کہ مسلم قوم کو ذلت ونکبت کے گڑھے سے نکال کر کامیابی وترقی کی شاہراہ پر گامزن کردے۔

☆☆..........☆☆

لیلۃ المعراج میں تمام انبیاء ورسل نے آپ ﷺ کی اقتدا کی

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس میں علماء کرام کا خطاب

حیدرآباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر سیف الرحمٰن، مولانا توصیف احمد نے عرفانی مسجد لطیف آباد نمبر ۱۰ میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے ادوار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی۔ لیلۃ المعراج میں تمام انبیاء ورسل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداً کی۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ خیر پاکر اسلام قبول کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ اللہ رب العزت نے پوری انسانیت کے لئے پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجا۔ اب کسی نئے نبی کی قطعی ضرورت نہیں۔ جس طرح سورج طلوع ہونے کے بعد چاند، ستاروں کی روشنی کی ضرورت نہیں رہتی اسی طرح دن کی روشنی میں چراغ جلانے والا احمق شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اور ذات بابرکات انسانوں کے لئے رحمت ہے، خالق اور مخلوق دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ اور ختم نبوت کا تحفظ امت مسلمہ کی اولین ذمہ داری ہے، جس دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو، اس دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی محبت نہیں آسکتی۔

بعثت انبیا علیہم السلام

فخر المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

ترجمہ: مولانا محمد انظر شاہ کشمیریؒ

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب نہیں نہ اضطراراً کیونکہ وہ مختار ہے جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادہ واختیار سے کرتا ہے، نہ یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ عقل کے فیصلے کسی چیز کے کرنے پر اس کو مجبور کردیں، کیونکہ عقل خدا کی محکوم ہے خدا پر حاکم نہیں ہے۔ بہرحال اضطراراً وازروئے عقل اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کا کرنا یا نہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں محض اپنے فضل وکرم سے کام لیتے ہوئے بعض ایسی چیزیں جو عالم کے بقا، انسانیت کے کمال، معاش و معاد کی بہتری کے لئے مفید ہوں، مثلاً رزق کا انتظام و اہتمام، بندوں کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کا بھیجنا وغیرہ کو خدا نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ اس کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیزیں خدا پر واجب وضروری ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہئے کہ ایک سنت وعادت کا اجراً ہے جس کو وہ اپنے فضل عام سے کرتا ہے۔

دوسری بات یہ بھی قابل غور ہے کہ عام انسان براہ راست جناب قدس سے فیض حاصل کرنے کی صلاحیت و استعداد نہیں رکھتے ہیں۔ اس لئے کچھ خاص بندوں کو منتخب کرکے ان کو علم ذات وصفات دیا۔ اپنے افعال کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں اور وہ علوم بھی سکھلائیں جن میں عام انسانوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے سامان ہوں اور پھر مخلوق کی جانب بھیج دیا۔ یہ مقدس طائفہ لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے، جن چیزوں کی دنیا و آخرت میں جاننے کی ضرورت ہوتی ہے اس سے ان کو واقف کرتا ہے۔ اس کے علاوہ انبیاء کی ضرورت یوں بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت وجہنم کو پیدا کیا ہے۔ بہشت نیکوکاروں کا مقام ہے جہنم سیاہ کاروں کا ٹھکانہ ہے۔ وہ کیا اعمال ہیں جن کے کرنے سے آپ بہشت میں جائیں۔ جہنم کا کندہ ثابت نہ ہوں۔ ان کا کسی کو علم نہ تھا اور عقل سے ان کو معلوم کرنا ممکن بھی نہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسول بھیجے تاکہ وہ مخلوق کو سمجھائیں جنت میں لے جانے والے اعمال کی تلقین کریں اور جہنم میں جانے سے روکنے کی کوشش کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اب مخلوق کو خدا کے سامنے کوئی بھی عذر پیش کرنے کا موقع نہ رہے گا۔ اگر انبیاء نہ آتے تو یوم حساب میں کہہ سکتے تھے کہ اے خدا ہمارے پاس تو کوئی ایسا نہ آیا جو ہم کو کچھ بتاتا، سکھاتا، اب تو بلاوجہ ہم پر عذاب کیوں کررہا ہے، لیکن جب انبیاء نے آکر حق اور باطل دکھادیا تو عام انسانوں کی عذرتراشیوں کے دروازے بند ہوگئے۔

قرآن کریم میں ہے کہ:

"لئلایکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل"

تاکہ رسولوں کے بعد اللہ کے مقابل میں عام انسانوں کے لئے حجت باقی نہ رہے اور اسی طرح یہ بھی ارشاد ہے کہ:

"وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین."

ہم نے آپ کو رحمت مجسم بناکر مخلوق کی جانب بھیجا ہے۔ (القرآن)

اور حقیقت یہ ہے کہ تمام علوم سماوی وارضی کے اصول اور علمی وعملی کمالات، حضرات انبیاء ہی کی وساطت سے مخلوق تک پہنچے ہیں۔ علوم و اخبار کا سرچشمہ سوائے وحی آسمانی کے کوئی اور چیز نہیں ہے۔ علماء وحکماء اسی سرچشمہ سے سیراب ہوتے ہیں اور ان کی تمام علمی موشگافیوں کا مخزن بھی آسمانی وحی کا پاکیزہ ذخیرہ ہے۔ ہاں قیاس و اجتہاد، علمی ریاضت اور جدوجہد کی وجہ سے کچھ چیزوں کا ضرور اضافہ کیا گیا ہے لیکن آپ علماء وحکماء کی اس تمام جدوجہد کو، وحی آسمانی کی زیادہ سے زیادہ تفسیر وتشریح کہہ سکتے ہیں۔ غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسانی دماغ کی بعض کاوشیں جو شریعت سماوی کی مخالفت نظر آتی ہیں تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا تقاضا یہ ہوا کہ کسی شریعت کو منسوخ اور دین کو تبدیل کردیا جائے تو عین اس وقت میں کج دماغوں کی ایک جماعت، سابق شریعت پر قائم رہی اور انبیاء کی اتباع سے پوری قوت کے ساتھ انحراف کیا ہے۔ اسی کے ساتھ ایک دوسری جماعت اٹھی اور اس نے تحریف و تصحیف کرکے اس سابق شریعت کا چہرہ مسخ کردیا اور بدقسمتی سے ایک جماعت ایسی بھی موجود رہی جس نے صرف عقل کی رہنمائی میں اپنے اوہام خیالات کا وحی سے پیوند لگا کر قیل وقال کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ بہرحال یہی کچھ اسباب ہیں جن کی وجہ سے علوم اور آسمانی وحی میں اختلاف نظر آتا ہے۔ ہم نے ان

اسباب کی تشریح اس لئے ضروری سمجھی تاکہ ناظرین کو ہمارے اس دعوے میں کہ تمام علوم کا سرچشمہ وحی آسمانی ہے، کوئی تامل نہ ہو، ورنہ بظاہر علوم اور وحی کا یہ کھلا اختلاف دیکھ کر اس قسم کا تردد وخلجان ضرور پیدا ہوسکتا ہے اور یہ سمجھنا تو بالکل ہی غلط ہوگا کہ حکماء وعقلاء نے اپنی دماغی صلاحیتوں کے زور پر مشائخ واساتذہ سے جو کہ اخبار الٰہی کے راوی اور ناقل ہیں اعراض کرتے ہوئے ان علوم کا ذخیرہ بہم پہنچایا ہے۔ کیونکہ یہ طے شدہ حقیقت ہے جس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کہ علوم کے حاصل کرنے کا طریقہ سوائے تعلم (سیکھنے) کے اور کوئی نہیں ہے۔ ہاں پھر اپنا اپنا فہم واستنباط ہے جس سے علوم وکمالات میں ترقی کی راہیں اپنے لئے کھولی جاسکتی ہیں۔ حدیث میں بھی ہے کہ علوم کو حاصل کرنے اور پاکیزہ اخلاق کو سیکھنے کا ذریعہ صرف تعلیم ہی ہے۔ بہرحال اس مختصر بحث کے نتیجے میں انبیاء ورسل کی ضرورت آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔ اس لئے ہم دوسری بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

معجزات:

معجزات پر تفصیلی گفتگو شروع کرنے سے پہلے اتنی بات ہم آپ کو سمجھا دینا چاہتے ہیں کہ ہر دعوی کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان رسالت وسفارت کا دعوی کرتے ہیں تو ان کو بھی اپنے دعوے کی تصدیق وتائید کے لئے کسی دلیل وبرہان کی ضرورت پیش آتی تھی، وہ اپنے دعوے پر جو دلیل مخلوق کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اصطلاح علماء میں اسی کو معجزہ کہا جاتا ہے۔ ہماری اس تمہید سے معجزہ کی ایک اجمالی حیثیت آپ کے سامنے آگئی ہوگی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ معجزہ اصل میں خرق عادت ہے، جو کسی مدعی نبوت کے ہاتھ پر اس کے دعوی کے مطابق ظاہر ہوتا ہے دوسرے لوگ اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہوتے ہیں اور خرق عادت کا مطلب یہ ہے کہ حکیم مطلق یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام امور کو اسباب کے ساتھ وابستہ کردیا ہے۔ اب کوئی امر اس عالم اسباب میں اپنے سبب کے بغیر وقوع پذیر نہیں ہوسکتا ہے۔ اسی کو عادت کہتے ہیں لیکن کبھی اللہ تعالیٰ اس عام عادت کے خلاف بھی عمل کرتا ہے اور کوئی خاص چیز اپنے سبب کے بغیر نبی ورسول کے ہاتھ پر واقع ہوتی ہے، مقصد اس سے یہ ہوتا ہے کہ خلاف عادت فعل جب رسولوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوگا تو یہ اس کے نبی ہونے کی کھلی علامات سمجھی جائے گی۔

اس طرح معجزہ ہمیشہ خدا کا فعل ہوسکتا ہے کسی انسان کا نہیں۔ کیونکہ اسباب کے بغیر کسی شے کو وجود میں لے آنا انسانوں کی قدرت سے باہر کی چیز ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ معجزہ نبی کی صداقت پر دلالت کرتا ہے اور معجزہ دیکھنے کے بعد بے اختیار نبی کی صداقت کا یقین ہوتا ہے اور نفس انسانی اس کی تصدیق پر خود کو مجبور پاتا ہے، اب نفس انکار کی جرأت نہیں کرسکتا، ہم نے یہاں جو کچھ کہا ہے نفس انسانی کی فطرت اور جبلت کو سامنے رکھ کر کہا ہے۔ (فطرت انسانی سے فطرت سلیم مراد ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور جن معاندین نے معجزات کو دیکھنے کے بعد بھی نبی کو ماننے سے انکار کردیا وہ فطرت سلیم سے گویا کہ ہٹ چکے ہیں... انظر کشمیری)۔

ہمارے خیال میں یہ تو آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ دعوی کی اہمیت کے پیش نظر دلیل بھی مہتم بالشان ہونا چاہئے، کیونکہ معجزہ کا تمام تر تعلق عالم قہر وقدرت سے ہے۔ اس کا غلبہ وسطوت اس قدر شدید ہے کہ پائے ثبات کی کیا مجال کہ وہاں استقامت رہ سکتی اور نہ اختیار قائم رہ سکتا ہے اور رہیں دلائل عقلی، سوان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ کچھ عقدے ہیں جن کو خیال واوہام کے (دھاگہ) میں ڈال دیئے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ عقلی موشگافیوں سے کسی شخص کو خاموش کرنا ذرا مشکل ہی ہوتا ہے اور عقل کی تمام توانائیوں کو صرف کرنے کے باوجود قیل وقال کا دروازہ بدستور کھلا رہتا ہے۔ کلامیات اور فلسفہ کی بحثوں کا اثر آپ جائزہ لیں تو ہمارے بیان کی تصدیق آپ بھی کریں گے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ معجزہ دیکھنے کے بعد بھی جو شخص کفر پر اصرار کرے تو اب اس کے کفر کا منشا سوائے عناد اور شقاوت کے کچھ اور نہیں ہے۔

اول الانبیاء وخاتم النبیین:

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔"

یعنی آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

انبیاء کی تعداد:

ہاں یہ بھی ایک سوال ہے کہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کی تعداد کیا ہے، جو نبی و رسول کی حیثیت سے مخلوق کی جانب بھیجے گئے ہیں؟ باوجودیکہ بعض احادیث میں ہے کہ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام آئے ہیں، لیکن پھر بھی بہتر اور مناسب یہی ہے کہ انبیاء کی تعداد متعین نہ کی جائے، کیونکہ قرآن کریم میں ہے کہ:

"منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک۔"

ترجمہ: "ہم نے بعض انبیاء کی داستان آپ کو سنائی اور بہت سوں کے قصے آپ کو سنائے نہیں گئے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی بڑی طویل فہرست ہے جس کے بعض اجزا انسانوں کے علم ومعلومات میں نہیں ہیں۔ بعض علماء کو اس موقع پر یہ قوی اشکال پیش آیا کہ قرآن مجید کی اس آیت سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کا علم کسی کو نہیں ہے اور جن احادیث میں تعداد متعین کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کی تعداد آپ کو معلوم ہے۔ اس اشکال کا جواب بعض علماء نے یہ دیا ہے کہ یہ آیت اس وقت کی ہے جبکہ آپ کو انبیاء کی تعداد نہیں بتائی گئی تھی اور جب بتادی گئی تو آپ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے اس کا اظہار کر دیا ہے۔ اگرچہ بعد میں قرآن کریم میں اس تعداد کو ذکر کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا لیکن اس تمام بحث کے باوجود ہماری ذاتی رائے یہی ہے کہ انبیاء کی تعداد کے تعیین کے سلسلے میں خاموش رہنا بہتر ہے کیونکہ انبیاء کی تعداد کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

ذوالقرنین:

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ذوالقرنین کیا تھے؟ بعض کی رائے ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور اکثر محققین کا خیال ہے کہ ذوالقرنین ایک انصاف پسند بادشاہ تھے۔ ہمارا بھی رجحان یہی ہے کہ ذوالقرنین بادشاہ ہی تھے، پیغمبر نہ تھے اور جناب علی کرم اللہ وجہہ سے بھی یہ منقول ہے۔ بعض لوگوں کی یہ بھی رائے ہے کہ ذوالقرنین فرشتہ تھے، یہ بات تو بڑی کمزور اور اس کو دل قطعاً قبول نہیں کرتا، نبوت کی طرح ذوالقرنین کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ مشہور تو یہ ہے کہ ان کا نام اسکندر تھا لیکن اس کے علاوہ عبداللہ، مرزبان، مرزبی اور ہرمس وغیرہ بھی مشہور ہیں اور یہ اسکندر، فیلقوس رومی کے بیٹے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام کا معاصر، انہیں نے خضر کی رہنمائی میں آب حیات کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی اور اپنی جستجو میں ناکام رہے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور اسکندر دنیا کی تاریخ میں مشہور ہے۔ یہ دوسرا یونانی اسکندر، یونان میں یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے اور ارسطو کے زمانہ کی مشہور شخصیت ہے۔ واللہ اعلم۔

ذوالقرنین کے متعلق بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تھا اور ابن عبدالحق جو تفسیر اور حدیث کے مشہور امام ہیں، ان کی تحقیق کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کے بعد میں تھا، علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ دنیا میں چار اشخاص ہیں ان میں دو تو مسلمان تھے، ایک حضرت سلیمان علیہ السلام، دوسرا ذوالقرنین، اور نمرود اور بخت نصر، یہ دونوں کافر تھے۔ پانچویں حضرت امام مہدی ہوں گے کہ وہ بھی اپنے وقت میں اقصائے مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب تک حاکم ہوں گے۔ یہ بحث بھی بڑی دلچسپ ہے کہ اسکندر کا نام ذوالقرنین کیوں ہوا؟ اس سلسلہ میں وہب بن منبہ کا قول یہ ہے کہ اسکندر دو قرن یعنی دو جانب زمین مشرق ومغرب یا روم وفارس یا پھر روم یا ترک کے بادشاہ ہونے کی وجہ سے ذوالقرنین کے نام سے مشہور ہیں۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ ذوالقرنین کے دو گیسو تھے، اسی وجہ سے ان کا یہ نام ہوا اور بعض کی رائے ہے کہ ان کے سر پر گائے بیل کی طرح دو سینگ تھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ کیونکہ انہوں نے دو صدیاں مکمل بادشاہی کی اس لئے ان کو ذوالقرنین کہا گیا اور حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ جہاد میں ذوالقرنین کے سر کی دو جانبوں میں زخم آ گئے تھے، اس لئے ان کا نام ذوالقرنین مشہور ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ایک مشہور تلمیذ ابن کواء سے دریافت کیا گیا کہ کیا ذوالقرنین پیغمبر تھے؟ انہوں نے کہا نہیں، پیغمبر تو نہ تھے البتہ بڑے پاک نفس لوگوں میں سے تھے اور جہاد کے موقع پر ان کے سر کی بائیں جانب میں ایک کاری زخم آ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ مر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ پیدا کیا تو پھر ان کی داہنی جانب میں ایسا ہی گھاؤ ہو گیا اب وہ مرے تو پھر زندہ نہ ہو سکے۔ اسی لئے ان کو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں آفتاب تک پہنچا ہوں اور آفتاب کی دو جانبوں کو میں نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے، اپنا یہ خواب قوم کے سامنے بیان کیا تو ان کی قوم ان کو ذوالقرنین کہنے لگی۔ بہرحال صحیح وجہ ان کو ذوالقرنین کہنے کی کوئی بھی متعین نہیں کی جا سکتی ہے۔

لقمان اور ان کی نبوت:

ذوالقرنین کی طرح لقمان کی نبوت میں بھی اختلاف ہے۔ لقمان کون تھے؟ اس سلسلہ میں علماء کرام کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے اور دوسری رائے کے مطابق ایوب علیہ السلام کی خالہ کے لڑکے تھے۔ لقمان کے متعلق اکثر و بیشتر کا خیال یہی ہے کہ وہ ایک دانشمند اور حکیم آدمی تھے، پیغمبر نہ تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لقمان نے ایک ہزار پیغمبروں کو دیکھا تھا اور ان کے بلاواسطہ شاگرد تھے۔

ابن عباسؓ کی تحقیق ہے کہ لقمان نہ پیغمبر تھے اور نہ بادشاہ بلکہ وہ ایک حبشی غلام تھے اور بکریوں کو چرانے کا کام کرتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب فرما کر حکمت ودانائی، عقل وبزرگی عطا فرمائی اور ان کی یہ پیروز بختی کیا کم ہے کہ قرآن مجید میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام:

رہے حضرت خضر علیہ السلام تو اگرچہ ان کی نبوت میں بھی اختلاف ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ نبی

ہیں، دراز عمر اور عام انسانوں کی نظر سے پوشیدہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ خضر نبی ہیں اور ابن حجرؒ کے مشہور شاگرد سخاویؒ نے بھی اس رائے کی تائید کی ہے۔ قسطلانیؒ نے اپنی تالیف شرح بخاری میں خضر کا ضبط اعراب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خضر بفتح خاو کسر ضاد، یا بکر خاوسکون ضاد، ان کا نام بلیان ابن ملکان ہے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ خضر، فرعون کے لڑکے ہیں۔ اس تحقیق کی سخافت عیاں ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ خضر، ابن ملک ہیں اور الیاس علیہ السلام کے بھائی ہیں اور بعض نے آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا کہا ہے۔

بہر حال یہ بحث تو یونہی ضمنی ہے، اصل بحث ان کی موت وحیات ہے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں کہ مشائخ، جمہور علماء خضر کی حیات ہی کے قائل ہیں، لیکن امام بخاریؒ الحربی، ابن المبارک اور ابن جوزی نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے، جو لوگ خضر کی حیات کا انکار کرتے ہیں یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی وفات سے قریب زمانہ میں فرمایا تھا کہ ہر وہ جاندار جو روئے زمین پر ہے سو سال کے بعد باقی نہ رہے گی، لیکن علماء نے اس ارشاد نبوی کی بہت سی توجیہات لکھی ہیں۔

اولیاء سے خضر کی ملاقات کے واقعات تواتر کی حد تک پہنچتے ہیں جس کے بعد خضر کی حیات کا انکار غیر مناسب ہے اور یہ بھی ہے کہ خضر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے بھی آئے اور خضر کی حیات کا انکار کرنے والے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ: ''اگر خضر زندہ ہوتے تو مجھ سے ضرور ملاقات کرتے'' ان کی موت پر استدلال کرتے ہیں، تو یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ کا یہ ارشاد خضر سے ملاقات سے پہلے کا ہے۔ مشائخ نے بعض ان روایات کو خضر سے سنا ہے، جن کو خضر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

کیا عورت نبی ہوسکتی ہے؟

اسی طرح حضرت مریم، آسیہ، سارا، ہاجرہ، حوا اور ام موسیٰ جن کا نام یوکابد ہے، ان کی نبوت میں بھی اختلاف ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ نبوت مردوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ قرآن مجید میں صاف طور پر موجود ہے کہ:

''وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم۔''

''ہم نے آپ سے پہلے صرف مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا اور ان پر وحی بھی کی گئی۔''

اگرچہ قرآن کریم میں ان عورتوں کا ذکر، انبیاء کے پہلو بہ پہلو کیا گیا ہے اور وحی کی بھی ان کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ تاہم ان کی نبوت کا یقین تو پھر بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ قرآن کریم وحی کو کبھی کبھی الہام اور اعلام کے معنی میں بھی لیتا ہے جیسا کہ خود قرآن کریم میں ہے کہ:

''واوحی ربک الی النحل''

''یعنی تیرے خدا نے شہد کی مکھی کو بتایا۔''

ظاہر ہے کہ اس آیت میں وحی کے معنی سوائے الہام اور اعلام کے اور کچھ نہیں کئے جاسکتے۔ جب اس سے معلوم ہوا کہ وحی قرآن میں دوسرے معنی میں بھی استعمال ہوئی ہے تو ہوسکتا ہے کہ جن عورتوں کے ساتھ وحی کی نسبت کی گئی ہے وہاں بھی وحی سے الہام اور اعلام ہی مراد ہو اور انبیاء کے ساتھ ان عورتوں کا ذکر تو وہ بھی ان کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے کوئی قوی دلیل نہیں ہے، کیونکہ انبیاء کے دوش بدوش ان کا تذکرہ محض ان کے اکرام واحترام کی وجہ سے ہے نبوت ورسالت کی وجہ سے نہیں ہے۔

نبی سچا ہوتا ہے:

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صادق ومصدوق ہوتے ہیں، وہ جو کچھ کہتے ہیں بالکل سچ ہوتا ہے اور جو خبر بھی دیتے ہیں وہ خدا ہی کی جانب سے ہوتی ہے۔ ان کے تمام احکام اور ہر نہی خدا ہی کے حکم پر ہوتی ہے اور انبیاء کا مقدس طائفہ ہر قسم کے گناہ سے پاک بھی ہوتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب رسالت کے دعاوی معجزہ کی وجہ سے ثابت ہوگئے، تو پھر نبی جو کچھ کہے گا وہ یقیناً خدا ہی کی طرف سے ہوگا:

ما علی الرسول الا البلاغ۔

نبی اگر جھوٹ بولنا شروع کردے تو رسالت کے مقاصد کو شدید نقصان پہنچے گا اور اگر وہ خود نافرمانی کو اپنا طریقہ بنالیں اور معصیت سے لبریز زندگی گزاریں تو عام انسان بھی ان سے نفرت کرنے لگیں گے اور ان کے کہنے سننے پر عمل کرنے کے لئے کوئی بھی تیار نہ ہوگا، ان گوناگوں اسباب کی بنا پر عقل نبی کے سچے اور صادق ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔

نبی سے گناہ نہیں ہوسکتا:

علماء نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ وہ کذب بیانی اور کبائر سے قطعاً محفوظ ہوتے ہیں۔ یعنی کبائر ان سے نہ ارادتاً صادر ہوسکتے ہیں اور نہ سہواً اور چھوٹے چھوٹے گناہوں سے وہ اس معنی میں محفوظ ہوتے ہیں کہ اپنے ارادہ اور قصد سے ارتکاب نہ کریں گے۔ بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ انبیاء سے بڑے بڑے گناہ سہواً اور چھوٹے گناہ قصداً ہوسکتے ہیں، لیکن اگر کوئی ایسی لغزش ہے جس سے عوام نفرت کرتے ہوں اور اس سے عام نظروں میں نبی کے حقیر ہونے جانے کا خطرہ ہو مثلاً کہیں سے ایک آدھا لقمہ چرالینا یا ایک دانہ کی خیانت کرنا وغیرہ تو ایسی لغزشوں سے بھی انبیاء کا محفوظ ہونا ضروری ہے۔

ان مذاہب کے مقابلہ میں اہلسنت والجماعت کا مذہبی مختار یہی ہے کہ نبی گناہ کبیرہ کا نہ قصداً ارتکاب کر سکتا ہے اور نہ بھول کر۔ اہلسنت والجماعت کا مسلک انبیاء کی عظمت اور جلالت قدر کے مناسب ہے اور سہو ونسیان کے سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ رسالت اور احکام کی تبلیغ کی حدود میں نبی سے بھول چوک نہیں ہو سکتی لیکن اس کے علاوہ دوسری چیزوں اور کاموں میں بتقاضائے بشریت ان سے نسیان ہو سکتا ہے، جیسا کہ سجدہ سہو ہی کو لے لیجئے۔ دیکھئے نماز میں کچھ بھولنے پر سجدہ سہو انبیاء نے کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ رسالت اور احکام کے علاوہ دوسرے شعبوں میں ان سے نسیان وسہو کا واقع ہونا بعید نہیں ہے۔

ایک اور بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انبیاء کی لغزشوں کی داستان جو عام طور پر مشہور ہے ان میں اکثر و بیشتر حصہ واقعہ کے بالکل خلاف ہے اور جو زلات ان سے ہوئیں علماء نے ان کی تاویلات اور توجیہ کی ہے۔ وہ دوسری بڑی کتب میں موجود ہیں۔ وہاں دیکھ لیا جائے لیکن پھر بھی ان لغزشوں کا اعتقاد نہیں رکھنا چاہئے۔

ہاں اہلسنت والجماعت کا انبیاء کے بارے میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی کو نبوت ورسالت محض خدا کے فضل وکرم پر ملتی ہے۔ اس میں نبی کی جدوجہد اور کسب کو کوئی دخل نہیں ہے۔ جب یہ بات ہے تو نبوت نبی سے کبھی سلب بھی نہیں ہو سکتی اور نہ اس عہدے سے اس کو معزول کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھنا چاہئے کہ رسالت نبی کی موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ وہ یقیناً زندہ رہتے ہیں۔ بس ان کی موت ایک بار ان پر طاری ہوتی ہے۔ اس کے بعد ان کی روح ان کے اجسام میں لوٹا دی جاتی ہے۔ دنیاوی زندگی کی طرح ان کو زندگی فوراً بخش دی جاتی ہے، انبیاء کی یہ حیات شہداء کی زندگانی سے بڑی طاقتور ہوتی ہے، کیونکہ شہداً کی حیات اخروی صرف معنوی ہے۔ انبیاء کی حیات معنوی نہیں ہوتی اور اس شبہ میں ہرگز نہ پڑنا چاہئے کہ شریعت جب ایک نبی کی منسوخ ہوگئی تو گویا اس کی نبوت بھی جاتی رہی۔ ہرگز نہیں شریعت کے منسوخ ہونے سے نبوت کا اختتام لازم نہیں آتا اور رہے اولیا تو وہ دنیوی زندگی کے کسی لمحہ میں بھی ولایت کے سلب ہونے کے اندیشہ سے مامون نہیں، ہر وقت یہ خطرہ ان کو درپیش ہے۔ ہاں اگر ایمان پر خاتمہ ہوگیا تو پھر مرنے کے بعد بھی وہ مومن اور ولی ہوں گے۔ جیسا کہ سونے کی حالت میں ان کی ولایت اور ایمان باقی تھا۔ اس طرح مرنے پر بھی یہ دونوں صفات قائم رہیں گی۔ واللہ اعلم۔

☆☆..................☆☆

تبصرۂ کتب

نام کتاب: تذکرۃ الشریف

تالیف: قاری تنویر احمد شریفی صاحب

ضخامت: ۶۷۵ صفحات

قیمت: ۷۰۰ روپے

ناشر: مکتبہ رُشیدیہ بالمقابل مقدس مسجد اردو بازار، کراچی۔

زیر نظر کتاب میں ہمارے برادر محترم حافظ تنویر احمد شریفی نے اپنے دادا حضور خادم القرآن حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے حالات زندگی، کمالات وخصائص اور خدمات قلمبند کی ہیں۔ یہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ پہلا ایڈیشن ۲۷ رشعبان المعظم ۱۴۲۰ھ مطابق ۶ ردسمبر ۱۹۹۹ء کو شائع ہوا تھا۔ اس خوبصورت کاوش کے مقدمہ میں جناب ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری مدظلہ رقم طراز ہیں:

"تذکرہ کو انیس ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقدہ کی زندگی کا کوئی پہلو اس دائرے سے باہر نہیں رہا۔ ابواب کی ترتیب، اصول تدوین کے عین مطابق ہے۔ باب اول خاندان کی تاریخ اور بزرگوں.... اب وجد کے تذکار سے مزین ہے۔ باب دوم تعلیم کے مختلف مراحل سے، اساتذہ کے ذکر سے، نیز ان کی شفقت ومحبت اور فضائل وخصائص سے معمور ہے۔ اس سلسلے میں شجرۂ اسناد کی تالیف خاصے کی چیز ہے۔ یہ سلسلہ ائمہ احادیث اور اولین جامع احادیث و اصحاب اصول وفن تک دراز ہوجاتا ہے۔

تذکرے کے تمام سرمایۂ علم وتاریخ، اخلاق وتہذیب، دین وسیاست اور موضوع علیہ شخصیت کے حالات، سیرت وخدمات، دہلی سے کراچی کے سفر، زندگی کے نشیب و فراز، تحریک خدمت قرآن، تحریک کا فروغ، کامیابی، تصنیف وتالیف کے مشاغل اور ان کی اہمیت وفیضان کے جائزے، غرضیکہ کتاب کے مسائل ومباحث کو جس طرح مختلف ابواب میں تقسیم کرنے کے بعد جس حسن وخوبی کے ساتھ ترتیب دیا ہے وہ تدوین کی ایک اچھی مثال ہے۔ عزیزی حافظ تنویر احمد سلمہ نے حضرت قاری صاحبؒ کے احوال وسیرت کی چھوٹی سے چھوٹی بات بیان کردی ہے اور اس کے صحیح محل میں! مجھے خوشی ہے کہ عزیزم موصوف اپنی اس کوشش میں بحسن وخوبی کامیاب ہوئے ہیں۔"

جاذب نظر ٹائٹل اور بہترین کاغذ وجلد نے کتاب کی شان کو چار چاند لگادیئے ہیں۔

نوٹ: تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخوں کا بھیجنا ضروری ہے۔...........(ادارہ)

نوجوانانِ ملت اور ہمارا معاشرہ!

مولانا محمد عظیم قاسمی فیض آبادی

افرادِ انسانی کا اجتماعی ڈھانچہ معاشرہ کہلاتا ہے، اجتماعی زندگی کی درستگی و خوبی اور اس کے پُرسکون و خوشگوار بنانے کے لئے کچھ کلیدی صفات کی ضرورت ہے، خصوصاً نوجوان نسل کو ان صفات سے متصف ہونا انتہائی ضروری ہے، اگر معاشرے میں ان صفات کا خیال نہ رکھا جائے تو اجتماعی زندگی پریشانی، الجھن اور مصیبتوں کی آماجگاہ بن جاتی ہے، پھر معاشرے کا وہی حشر ہوتا ہے آج مغرب جس سے دوچار ہے اور ہمارے معاشرے میں بھی وہ ساری خامیاں آہستہ آہستہ داخل ہورہی ہیں۔

چونکہ جوان جس طرح گھر خاندان کا ایک فرد ہے اور گھریلو و خاندانی ماحول کے پُرسکون بنانے کے لئے نوجوان کی ذمہ داریاں اس کے کچھ حقوق ہیں، اسی طرح گھر خاندان کے دائرے سے آگے نوجوان اپنے گردوپیش معاشرے کا بھی ایک فرد ہے، بلکہ صحت مند اور اسلامی معاشرے کے تشکیلی عناصر کا جزو لاینفک ہے اور معاشرے کی اصلاح اور اسلامی و خوشگوار معاشرے کی تشکیل کے لئے نوجوان کی ذمہ داری سب سے اہم ہے اس کے اسلامی کردار و گفتار، اخلاق اور اعمال حسنہ کے بغیر معاشرے کی اصلاح اور اسلامی معاشرے کا وجود نا کام و نا تمام رہتا ہے۔

نوجوانانِ ملت کے بے شمار واقعات ہیں کہ انہوں نے اپنے اسلامی کردار و اعمال، اچھے اخلاق کے ذریعہ ایک مثالی معاشرہ قائم کیا، ایثار و ہمدردی یعنی دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا اور دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا اسلام کی معاشرتی تعلیم ہے، معاشرہ کے اجتماعی نظام کے استحکام اور بقا میں اس کا بڑا عمل دخل ہے۔

امام واقدیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بڑی مالی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، فاقوں تک نوبت پہنچ گئی، گھر سے اطلاع آئی کہ عید کی آمد آمد ہے اور گھر میں کچھ نہیں ہے، بڑے تو صبر کرلیں گے، لیکن بچے مفلسی کی عید کیسے گزاریں گے؟ یہ سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس قرض لینے گیا، وہ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گیا اور بارہ سو درہم کی سربمہر ایک تھیلی میرے ہاتھ پکڑادی میں گھر ابھی آیا ہی تھا کہ میرا ایک ہاشمی دوست آیا، اس کے گھر بھی افلاس وغربت نے ڈیرا ڈالا تھا، وہ قرض چاہتا تھا، میں نے گھر جاکر اہلیہ کو قصہ سنایا، کہنے لگی کتنی رقم دینے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا تھیلی کی آدھی رقم تاکہ دونوں کا کام چل جائے، اہلیہ نے کہا بڑی عجیب بات ہے کہ آپ کو ایک عام آدمی نے بارہ سو درہم دیئے اور آپ اس کو ایک عام آدمی کے عطیہ کا نصف دے رہے ہیں، آپ اسے پوری تھیلی دے دیں، الہٰذا میں نے پوری تھیلی اس کے حوالے کردی، وہ تھیلی لے کر گھر گیا تو میرا تاجر دوست اس ہاشمی کے پاس گیا، کہا عید کی آمد آمد ہے گھر میں کچھ نہیں ہے، کچھ رقم قرض چاہئے۔ ہاشمی نے وہی پوری تھیلی تاجر دوست کے حوالے کردی، تاجر کو اپنی ہی دی ہوئی تھیلی دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ وہ تاجر دوست تھیلی ہاشمی کے پاس چھوڑ کر میرے پاس آیا، میں نے اس کو پورا واقعہ سنایا، دراصل تاجر دوست کے پاس بھی اس تھیلی کے علاوہ کچھ نہیں تھا، اس نے سارا مجھے دے دیا تھا اور خود قرض لینے ہاشمی کے پاس چلا، ہاشمی نے جب وہ تھیلی حوالے کرنا چاہی تو راز کھل گیا۔

ایثار و ہمدردی کے اس انوکھے واقعہ کی اطلاع جب وزیر یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچی تو وہ دس ہزار دینار لے کر آئے، کہنے لگے ان میں دو ہزار آپ کے، دو ہزار آپ کے ہاشمی دوست کے، دو ہزار تاجر دوست کے اور چار ہزار آپ کی اہلیہ کے ہیں، کیونکہ وہ تو سب سے زیادہ قابل قدرت اور لائق اعزاز ہے۔

اسی طرح حضرت ربیع بن خثیمؒ مشہور تابعی ہیں، ان کے زہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی کے یادگار واقعات تاریخ کی کتابوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ ان پر فالج کا حملہ ہوا، صاحب فراش ہوگئے، انسان بیمار ہوتو خواہشات کا نخل آرزو ہرا ہوجاتا ہے، انہیں مرغی کے گوشت کھانے کی خواہش ہوئی، چالیس دن تک اس کا اظہار نہیں کیا، اس کے بعد بیوی سے کہا، انہوں نے مرغی کا گوشت بناکر آپ کے سامنے پیش کیا، ابھی آپ نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے سے فقیر نے خیرات کی صدا لگائی، آپ نے اپنا ہاتھ کھینچا اور اہلیہ سے فرمایا یہ فقیر کو دے آؤ، اہلیہ نے کہا: میں فقیر کو اس سے بہتر چیز دے آتی ہوں، آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ کہنے لگیں: اس کی قیمت، فرمایا: بہت اچھا، قیمت لے آؤ، وہ قیمت لے کر آئیں تو آپؒ نے فرمایا: یہ کھانا اور قیمت دونوں اس فقیر سائل

کودے آؤ۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات نوجوان نسل کو اچھے اخلاق وکردار کا خوگر بنانا چاہتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے، اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اچھے اخلاق!۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے زیادہ اچھے ہیں، بلاشبہ اخلاق کا مقام بہت بلند مقام ہے اور انسان کی سعادت و نیک بختی، فلاح و کامرانی کے معراج میں اخلاق کا بڑا اہم اور خاص دخل ہے۔ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اخلاق کی دولت سے بھرا ہے میرا دامن
گو پاس میرے درہم و دینار نہیں ہیں

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات نوجوان نسل کو اخلاق حسنہ کا درس دیتی ہیں، بزرگوں کا ادب و احترام، چھوٹوں پر شفقت، علماء کی قدر و منزلت، محتاجوں اور بے کسوں کی دادرسی، ہم عمروں کے ساتھ محبت والفت اور جذبۂ ایثار و ہمدردی کا سبق دیتی ہے۔ معلم اخلاق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ”من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا لیس منا“ (جو شخص چھوٹوں کے ساتھ رحم اور بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں) بظاہر یہ ایک مختصری حدیث ہے، لیکن اپنے اندر ایسی وسعت و گہرائی رکھتی ہے کہ اگر ساری کائنات اس حدیث پر عمل کرلے تو دنیا کے سارے جھگڑے ختم ہوجائیں، ظاہر ہے کہ اگر ہر شخص اپنے چھوٹوں سے پیار و محبت، شفقت و رحم کا معاملہ اور نرمی کا برتاؤ کرے اور ہر چھوٹا اپنے بڑوں کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھے، ان کی تعظیم و تکریم کرے تو جذبۂ ایثار و ہمدردی پروان چڑھے گا اور اس طرح معاشرہ الفت و محبت کا گہوارا بن جائے گا۔

اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کے جذبۂ ایثار اور دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینے کی ایسی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں، جس کی نظیر کسی دوسرے قوم و مذہب میں نہیں ملتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک انصاری کے گھر رات کو مہمان آ گیا، ان کے پاس صرف اتنا کھانا تھا کہ یہ خود اور ان کے بچے کھا سکیں، انہوں نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچوں کو کسی طرح سلادو اور گھر کا چراغ گل کردو، پھر مہمان کے سامنے کھانا رکھ کر برابر بیٹھ جاؤ کہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی کھا رہے ہیں، مگر ہم نہ کھائیں، تاکہ مہمان پیٹ بھر کھاسکے۔ (ترمذی)

حضرت قشیریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ صحابہ کرامؓ میں سے ایک بزرگ کو کسی شخص نے ایک بکری کا سر بطور ہدیہ پیش کیا، اس بزرگ نے خیال کیا کہ ہمارا فلاں بھائی اور اس کے اہل و عیال ہم سے زیادہ ضرورت مند ہیں، یہ سوچ کر ان کے پاس بھیج دیا، یہ سر جب دوسرے بزرگ کے پاس پہنچا تو اسی طرح انہوں نے تیسرے کے پاس اور تیسرے نے چوتھے کے پاس بھیج دیا حتیٰ کہ سات گھروں میں پھر نے کے بعد یہ سر پہلے بزرگ کے پاس واپس آ گیا۔

ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چار سو دینار ایک تھیلی میں رکھ کر غلام کے سپرد کیا کہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ کہ ہدیہ ہے قبول کرکے اپنی ضرورت میں صرف کرلیں اور غلام کو ہدایت کردی کہ ہدیہ دینے کے بعد کچھ دیر گھر ٹھہر جانا اور دیکھنا کہ ابو عبیدہ اس رقم کو کیا کرتے ہیں؟ غلام نے حسب ہدایت یہ تھیلی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کردی اور ذرا ٹھہر گیا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے تھیلی لے کر کہا کہ اللہ ان کو یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا صلہ دے اور ان پر رحمت فرمائے اور اسی وقت اپنی کنیز کو کہا کہ لو یہ سات فلاں کو پانچ فلاں شخص کو دے آؤ حتیٰ کہ پورے چار سو دینار اسی وقت تقسیم کردیے، غلام نے واپس آکر واقعہ بیان کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح چار سو دینار کی ایک دوسری تھیلی تیار کی ہوئی، غلام کو دے کر ہدایت کی کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دے آؤ اور وہاں بھی دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہیں؟ یہ غلام لے گیا، انہوں نے تھیلی لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا دی: ”رحمه الله و وصله“ (اللہ ان پر رحمت فرمائے اور ان کو صلہ دے) یہ بھی تھیلی لے کر فوراً تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئے اور اس کے بہت سے حصے کرکے مختلف گھروں میں بھیجتے رہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی یہ سب ماجرا دیکھ رہی تھیں، آخر میں بولیں کہ ہم بھی تو بخدا مسکین ہی ہیں، ہمیں کچھ ملنا چاہئے، اس وقت تھیلی میں صرف دو دینار رہ گئے تھے، وہ ان کو دے دیے غلام یہ دیکھنے کے بعد لوٹا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ سب بھائی بھائی ہیں۔

غور کیجئے کہ ان نفوس قدسیہ کے اندر فقر و فاقہ اور اپنی ضرورت و احتیاج کے باوجود اپنے دینی بھائی کی ضرورت و حاجت کو مقدم رکھنے اور اپنی بیوی بچوں کو بھوکا سلادینے کی یہ صفات محمودہ یہ صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت سے آئی۔

اسی طرح کا واقعہ حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ کا ہے، فرماتے ہیں کہ میں جنگ یرموک میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش شہداء کی لاشوں میں کرنے کے لئے نکلا اور کچھ پانی ساتھ لیا کہ اگر ان میں کچھ جان ہوئی تو پانی پلادوں گا، ان کے پاس پہنچا تو کچھ رمق زندگی باقی تھی، میں نے کہا کہ کیا آپ کو پانی پلادوں؟ اشارے سے کہا کہ ہاں مگر فوراً قریب سے ایک

دوسرے شہید کی آواز آہ! آہ! کی آئی تو میرے بھائی نے کہا کہ یہ پانی ان کو دے دو، میں ان کے پاس پہنچا اور پانی دینا چاہا تو تیسرے آدمی کی آواز ان کے کان میں پڑی، اس نے بھی اس طرح ان کو دینے کے لئے کہہ دیا، اسی طرح کے بعد دیگرے سات شہیدوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا، جب ساتویں شہید کے پاس پہنچا تو وہ دم توڑ چکے تھے، یہاں سے اپنے بھائی کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔

اندازہ کیجئے کہ اگر پیاس کی شدت، گرمی دھوپ کی تپش، زخموں سے لاچار اور پھر حالت بھی نزاع کی ایسے نازک موقع پر دوسروں کا خیال محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت آپ کے عملی نمونہ اور قوت ایمانی کا ہی کرشمہ ہوسکتا ہے، اخلاق و اقدار کی بلندی کے اسی اعجاز کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے:"ویوثرون علی انفسھم ولو کان بہ خصاصہ"(اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود تنگدست ہوں)۔

دینی اخوت، اسلامی ہمدردی وغمخواری، للّٰہیت، الفت ومحبت دوسروں کی خبرگیری وخیر خواہی اور بے غرضانہ تعاون یہ وہ اخلاق واقدار ہیں جن کے ذریعہ آپس میں دل ایک دوسرے سے ملے رہتے ہیں، آپسی تعاون وہمدردی کا جذبہ پائیدار و بیدار ہوتا ہے۔ معاشرتی زندگی کے حوالے سے ان اخلاق واقدار سے متصف ہوئے بغیر "نسلِ نو" ماحول ومعاشرہ میں اسلامی کردار کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی، نئی نسل کی اولین ذمہ داری یہی ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم اخلاقیات سے آراستہ پیراستہ ہوکر معاشرہ میں خود اس کا عملی نمونہ پیش کرے:

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

☆☆..........☆☆

الٰہی خیر ہو اپنے ہوئے جاتے ہیں بیگانے

بدل جائیں نہ کیوں آخر محبت کے اب افسانے
جو دیوانے تھے احمد! ہوش میں وہ بھی لگے آنے

کرم سے ان کے جو شمع محبت کے تھے پروانے
پتہ ملتا نہیں ان کا کہاں ہیں اب خدا جانے

سنانے ہم لگے جس وقت جانبازوں کے افسانے
سرِ محفل لگے آخر سخن سازوں کو غش آنے

نہیں معلوم کیا انجام ہو اس کا خدا جانے
غضب ہے آج محفل میں نہ شمعیں ہیں نہ پروانے

سنائیں ہم کسے آخر محبت کے اب افسانے
الٰہی خیر ہو اپنے ہوئے جاتے ہیں بیگانے

جو محروم محبت ہیں غضب ہے کیا قیامت ہے
تری محفل سے اٹھ کر جا رہے ہیں دل کو بہلانے

محبت کی کسوٹی پر حقیقت ہوگئی عریاں
جو کہلاتے تھے دیوانے وہ نکلے ہائے فرزانے

نظر رکھتے ہوئے بھی جو ہیں محروم نظر احمدؔ
وہ چاہے اور کچھ بھی ہوں نہیں ہیں تیرے دیوانے

مولانا محمد احمد پھولپوریؒ

مولانا منظور احمد سالکؒ کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا منظور احمد سالکؒ سے ۱۹۷۴ء سے یاد اللہ ہے۔ موصوف جامعہ خیرالمدارس ملتان میں دورۂ حدیث شریف کے طالب علم تھے اور راقم الحروف جلالین شریف والے سال میں زیر تعلیم تھا۔ پرانا دارالاقامہ (جہاں آج کل بہت خوبصورت کئی منزلہ عمارت ہے) میں کمرے قریب قریب تھے۔ اکثر محفل بپا ہوتی رہتی تھی۔ مولانا سالک فراغت کے بعد محکمہ اوقاف میں چلے گئے اور ترقی کرتے کرتے ڈویژنل خطیب کے منصب سے ریٹائر ہوئے۔ انہوں نے جامع مسجد محلہ قاضیاں جھنگ صدر کو اپنا مسکن بنائے رکھا۔ بندہ مجلس میں آگیا تو ان کے ہاں سال میں دو تین مرتبہ حاضری، قیام ہوتا رہا۔

موصوف ۱۶؍رجب المرجب ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۲؍اپریل ۱۹۵۲ء بروز ہفتہ ضلع جھنگ کے گاؤں ساہجر شالی میں پیدا ہوئے۔

جب ہوش سنبھالا تو آپ کے والدین نے آپ کو اسکول میں بٹھادیا ۱۹۶۸ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا، اپنے والد محترم حافظ محمد بخش سے حفظ کیا۔ آپ نے ۱۹۶۸ء میں پہلی مرتبہ تراویح میں قرآن پاک سنایا تو آپ کے والد محترم خوشی سے پھولے نہ سمائے تھے۔

تجوید و قرأت امام القرأ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے شاگرد رشید قاری کریم بخش سے پڑھی۔

ابتدائی چار سال کی کتابیں آپ نے دارالعلوم کبیر والا میں پڑھیں، جہاں آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا ظہور الحق، مولانا منظور الحق، مولانا علی محمدؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم سرفہرست ہیں، دیگر اساتذہ میں مولانا احسان الحق تونسویؒ، مولانا محمد امین مدظلہ استاذ الحدیث جامعہ خالد ابن ولیدؓ ٹھنگی وہاڑی شامل ہیں۔

۱۹۷۱ء میں حضرت مولانا حکیم عبداللطیف اٹھارہ ہزاری جھنگ کی مشاورت سے حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ صاحب شہیدؒ کے ادارہ جامعہ علوم شرعیہ جھنگ صدر میں داخل ہوگئے۔ ایک سال تک شاہ شہیدؒ جو فاضل دیوبند تھے کے زیر سایہ رہے۔

۱۹۷۳ء میں جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی مدظلہ سے پڑھی اور شرح عقائد نسفی امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ سے پڑھی۔ جبکہ دورۂ حدیث شریف ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیرالمدارس ملتان میں پڑھا۔ بخاری شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف کاشمیریؒ، مسلم شریف مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ سے پڑھیں دیگر کتب حدیث شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق دامت برکاتہم، مولانا منظور احمد مدظلہ، حضرت اقدس مولانا شیخ نذیر احمدؒ (بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد) سے پڑھیں اور دورہ تفسیر قدوۃ السالکین، امام الزاہدین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ حضرت مولانا عبدالحئی بہلوی نقشبندیؒ سے پڑھا اور بیعت کا تعلق بھی حضرت بہلویؒ سے تھا۔ حضرتؒ کے بعد مولانا عبدالحئیؒ اور ان کے بعد مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ سے رہا۔ اپنے شیوخ کی برکت سے تہجد اور اوراد و وظائف کی عادت جوانی سے تھی اور آخر وقت تک رہی۔ مسجد محلہ قاضیاں جھنگ صدر میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور مسجد کی صفائی ستھرائی اکثر خود کرتے یا نگرانی کرتے اور فرماتے تھے کہ ساری عزت مسجد کی برکت سے ہے۔

۱۵؍جنوری ۱۹۷۶ء کو فخر السادات حضرت مولانا سید صادق حسین شاہؒ کی کوشش سے جامع مسجد محلہ قاضیاں میں خطیب مقرر ہوئے۔

۲۳؍جنوری ۱۹۹۰ء کو ڈسٹرکٹ خطیب بنے۔

۱۶؍نومبر ۱۹۹۳ء کو زونل خطیب فیصل آباد کی حیثیت سے ترقی ہوئی۔

۳۱؍جنوری ۲۰۰۹ء کو ڈویژنل خطیب محکمہ اوقاف سرگودھا مقرر ہوئے۔

۱۱؍اپریل ۲۰۱۲ء کو عمر ساٹھ پوری ہونے پر ریٹائر ہوئے۔

ایک عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے، جس کی وجہ سے دائیں پاؤں کی انگلی خراب ہوگئی جسے کچھ عرصہ کے بعد کٹوانا پڑا۔

مولانا محترم یوں تو تمام دینی تحریکوں کے مؤیدین اور سرپرستوں میں سے تھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک عرصہ سے امیر چلے آرہے تھے۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک مدح صحابہؓ کی وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

شوگر کے ساتھ ساتھ گردوں اور دل کے امراض بھی شامل ہوگئے۔ مرض و علاج ساتھ ساتھ رہے۔

۳؍اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ قبل از نماز مغرب شہاب پولی کلینک جھنگ میں زیر علاج تھے کہ وقت موعود آن پہنچا، اپنے تین ساتھیوں علامہ حبیب الرحمن خان، مولانا عمر دراز اور شیخ ظفر اقبال کی موجودگی میں کلمات طیبہ کا ورد کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگلے دن ۴؍اکتوبر کو فرزند حضرت درخواستیؒ، حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی مدظلہ نے اسلامیہ ہائی اسکول جھنگ صدر میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ دوسری نماز جنازہ آپ کے آبائی گاؤں ملایوا اٹھارہ ہزاری میں حضرت اقدس مولانا عبداللہ بہلویؒ کے پوتے مولانا عبیداللہ ازہر مدظلہ نے پڑھائی۔ جس میں علاقہ بھر کے علماء کرام، مشائخ طلباء دین اور عوام نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی اور آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ ☆☆

خدائی فیصلہ برحق ہے

مولانا قاضی احسان احمد

کسی بھی مذہب وملت کے کچھ بنیادی عقائد ونظریات اور مسلمہ اصول ہوتے ہیں جو اس مذہب و ملت کو دوسرے اقوام ومذاہب سے جدا کرتے ہیں، جیسے ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے ہندو، سکھ اور عیسائی سب ایک دوسرے سے اپنے عقائد ونظریات اور اصول کے فرق کی بنا پر ایک دوسرے سے جدا ہیں، ایسے ہی اس دھرتی پر بسنے والے مسلمان بھی اپنا ایک الگ تشخص اور پہچان رکھتے ہیں، وہ عقائد جو ایک مسلمان کے حلقہ بگوش اسلام اور صاحب ایمان ہونے کے لئے ضروری ہیں جن کو تسلیم کئے بغیر ایمان واسلام کی حسین وجمیل وادی میں قدم نہیں رکھا جاسکتا، انہیں ضروریات دین کہتے ہیں، انہی ضروریات دین میں سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا اور قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہونے کا عقیدہ بھی ہے۔ قرآن کریم نے اس فیصلے کا اٹل اعلان فرمادیا کہ یہودیوں کا دعویٰ قتل مسیح قطعاً صحیح نہ تھا بلکہ غلط تھا، نیز نصاریٰ کا یہ کہنا بھی درست نہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کردیا گیا، لیکن تین دن کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر چلے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے لئے جو خالق کائنات کے نبی برحق تھے قتل اور سولی کی ناپاک تدبیر کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ایک ان کی تدبیر تھی اور ایک میری تدبیر تھی، یقیناً ذات باری تعالیٰ غالب ہے اس لئے غالب کی تدبیر ہی غالب آتا تھی، نہ ہی وہ سولی دے سکے اور نہ ہی قتل کرسکے میں نے اپنی طرف اٹھالیا۔“

غور فرمائیے! جہاں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے ہفوات کی تردید فرمائی، وہاں اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی تصدیق فرمائی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا صحیح اور حقیقت پرمبنی ہے۔

اب اگر قرآن کے اس صحیح، صریح، فیصلہ کن بیان کو کوئی تسلیم نہ کرے اور محض اس لئے انکار کرے کہ اس کی ناقص عقل کا فتویٰ، اس خدائی فیصلہ کے خلاف ہے تو اس میں اس کوتاہ نظر اور کم علم و عقل کا قصور ہے نہ کہ خالق کائنات جلالت شان کا، ایک مسلمان کے لئے اس حقیقت کو مان لینا اتنا ہی ضروری اور آسان ہے جتنا دن کے اجالے میں سورج کی حقیقت کو تسلیم کرنا، رات کی تاریکی میں چاند، تارے کے وجود کو تسلیم کرنا۔ جیسے کسی مسلمان کے لئے اس پر ایمان لانا آسان اور یقینی ہے کہ آدم علیہ السلام از روئے قرآن بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔

آدم علیہ السلام کا قیام جنت میں ہونا، آدم علیہ السلام کا جنت سے دنیا میں تشریف لانا، آتش نمرود میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا زندہ رہنا، عصائے موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا بن جانا۔ عصائے موسیٰ علیہ السلام کے پتھر پر مارے جانے سے چشموں کا جاری ہونا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔ آن کی آن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جانا اور پھر سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر کرنا اور واپس آنا یعنی معراج جسمانی کا تسلیم کرنا۔ مشرکین وکفار مکہ کے درمیان سے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعافیت وسلامت نکل جانا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ کے پیدا ہونا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم الٰہی مُردوں کو زندہ کرنا اور اسی طرح قرآن وسنت میں بے شمار خارق عادت امور کا بیان ہونا اور ان تمام پر ایمان رکھنا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یہود و نصاریٰ کی دست برد سے محفوظ رہنا اور بجسد عنصری صحیح سلامت آسمان پر تشریف لے جانا اور پھر دوبارہ قرب قیامت میں دنیا میں تشریف لانا ماننا کوئی مشکل نہیں بلکہ آسان اور یقینی امر ہے۔ الحمدللہ!

قارئین کرام اب ذرا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیات پر نظر ڈالیں کہ اللہ تعالیٰ نے کن بے شمار خصوصیات اور فضائل ومناقب سے حضرت ابن مریم کو نوازا تھا، عقل کے اندھے، اگر غور فرمائیں تو ایمان وسلامتی کی منزل دور نہیں، بلکہ قریب تر ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اگر آسمان سے ان کے لئے کھانا نازل ہوسکتا ہے تو خود صاحب دعا کو آسمان پر کیوں کر نہیں مل سکتا؟

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی مُردوں کو زندہ کردیتے تھے، کیا وہ خدائے پاک اس بات پر قادر نہیں کہ آپ کو آسمان پر طویل عمر عطا فرمائیں؟ مٹی کا پرندہ بناکر اس میں پھونک مار کر حیات پیدا کردینے والے کی اپنی حیات کا کیا عالم ہوگا، جس کے ایک اشارہ سے مٹی میں جان آجاتی ہے اور وہ پرندہ اڑنے لگ جاتا ہے۔

نفخ جبرائیل سے پیدا ہونا اس بات کی ترجمانی بھی کرتا ہے کہ ان پر خاکی صفات کی جگہ ملکوتی صفات کا بھی غلبہ ہے، اور بھی بہت ساری خصوصیات قلم بندکی جاسکتی ہیں۔

ان سطور بالا کی روشنی میں ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کوئی ایسی چیز نہیں جس کا حقیقت کی دنیا سے کوئی تعلق نہ ہو، بلکہ عقل ودانش، فہم وشعور، اس کو قبول کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا رفع، نزول، حیات تمام عقائد اسلام برحق، قرآن وسنت، اجماع صحابہؓ، اجماع امت اور آثار امت کی روشنی میں قرین تسلیم ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے چند ایک یہاں درج کردیے جائیں:

۱:...چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اور مال ودولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا، حتی کہ ایک سجدہ (اس وقت کے لوگوں کے نزدیک) دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔“ (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۴۹۰)

۲:...حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے:

”اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کو قتل کرے گا ملک شام میں تین گھڑی دن چڑھے، ایک گھاٹی پر، جس کو افیق کی گھاٹی کہا جاتا ہے۔“

(کنزالعمال، ص:۶۱۴، ج:۱۴)

۳:...ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث خروج دجال کے بارے میں مروی ہے:

”یہاں تک کہ دجال فلسطین میں باب لُد کے پاس پہنچے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اس کو قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس امام عادل اور حاکم مصنف کی حیثیت سے ٹھہریں گے۔“

(مسند احمد، ج:۶، ص:۷۵)

۴:...حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی اور قیامت تک غالب رہے گی۔ پس عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (امام مہدی) عرض کرے گا کہ تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھائیے۔ آپ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں! تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں، یہ حق تعالیٰ کی جانب سے اس امت کا اعزاز ہے۔“ (مسند احمد، ۳:۳۴۵)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں ”التصریح بما تواتر في نزول المسیح.“ ☆

۳۸واں سالانہ جلسہ سیرت النبی

۵/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بروز جمعہ بوقت ساڑھے بارہ بجے تا دو بجے جامع مسجد محمدیہ چناب نگر میں عظیم الشان سالانہ ۳۸واں جلسۂ سیرت النبی منعقد ہوا، جس میں مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ، مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا غلام رسول دین پوری کے بیانات ہوئے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مفصل خطاب کیا، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی۔ مولانا دین پوری نے تکمیل دین، تحفظ دین وتحفظ ختم نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت سے متعلق گفتگو کی، جبکہ مولانا غلام مصطفیٰ نے چناب نگر میں مرزائیوں کی شرانگیزیوں سے متعلق تقریر کی اور قراردادیں پیش کیں۔ خطبۂ جمعہ اور نماز کی ادائیگی کے فرائض مولانا غلام رسول دین پوری نے سرانجام دیئے۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد حاضرین کے لئے کھانے کا انتظام تھا اور الحمدللہ! اس مرتبہ چناب نگر کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔ ہر سال کی نسبت اس مرتبہ مجمع بہت زیادہ تھا، اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کو مسلمانوں کے لئے ذریعۂ نجات اور قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت فرمائے۔ آمین۔

’’دردمند خاتون‘‘

۵/اگست ۱۹۷۳ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ایک قادیانی خاتون کا بیان شائع ہوا تھا، جس میں اس نے جان بوجھ کر قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر پردہ ڈالنے اور انہیں مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ چنانچہ حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ شاہ عالمی مظفرگڑھی حال مقیم لاہور خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ نے اس خاتون کے جواب میں ’’دردمند خاتون‘‘ کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا، جس میں قادیانیوں کے عقائد ونظریات کو امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کیا۔ ۱۹۷۳ء میں لکھے گئے اس رسالہ کے اقتباسات کو اسی پس منظر میں پڑھا جائے۔ (ادارہ)

چوتھی قسط

مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدظلہ

یہ ہے مرزا کا وہ بیان جو چراغ دین کے متعلق مذکورہ بالا اشتہار میں شائع ہوا جب کہ اس نے مرزا کی کامل اتباع کر کے ظلی بروزی طور سے مقامِ نبوت پر فائز ہونے کا دعویٰ کیا، مرزا کے اس اشتہار کو پڑھ کر ذہن میں مرزائی حضرات سے چند سوال پیدا ہوتے ہیں، امید ہے کہ مرزائی احباب ان سوالات کا تسلی بخش جواب دیں گے:

اول یہ کہ مرزا نے چراغ دین کو جماعت سے کیوں الگ کیا؟ آخر اس کا کیا جرم تھا؟

دوم یہ کہ مرزا قادیانی کہتا ہے اس نے بے وجہ اپنی تعلّی سے ہمارے سچے انصار کی ہتک کی اور اپنے نفس کو ان پر مقدم کرلیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ چراغ دین نے ایسے کون سے الفاظ منہ سے نکالے یا کون سی ایسی بے جا حرکت سرزد ہوئی کہ جس سے مرزا کے سچے انصار اور مخلصوں کی توہین لازم آئی؟

سوم یہ کہ وہ کون سا عمل ہے کہ جس کی وجہ سے مرزا کے انصار اور مخلص، مرزا کے نزدیک چراغ دین سے مرتبہ میں بڑھ گئے اور چراغ دین میں کون سی کمزوری تھی کہ جس کے سبب چراغ دین پیچھے رہ گیا، حالانکہ وہ بھی آخر تھا تو مرزا کا مرید، جیسا کہ مرزا کے اشتہار سے ثابت ہے؟

ظاہر ہے کہ چراغ دین اکثر اپنے گھر (جموں) رہتا تھا اور کبھی کبھار ایک آدھ مہینہ میں وہ چند دن کے لئے مرزا کی خدمت وزیارت کے واسطے قادیان آجاتا تھا وہ کیونکہ مرزا کے ان مریدوں سے جو گھربار چھوڑ کر ہمہ وقت مرزا کی خدمت میں رہتے تھے، مرتبہ میں بڑھ جاتا، خود مرزا نے یہی وجہ بیان کی ہے کہ انصار جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے ہیں۔ (بحوالہ مذکورہ اشتہار)

کیا چراغ دین کا یہی جرم نہیں کہ جو ہمہ وقت مرزا کی خدمت اور نصرت میں مشغول رہیں اور دن رات کی صحبت سے شرف یافتہ ہوں، ان میں سے تو نبوت کا دعویٰ کوئی بھی نہ کرے، حالانکہ براہین میں بقول مرزا بار بار اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی اور انہیں سابقین قرار دیا اور فرمایا: ’’اصحاب الصفه وما ادرک ما اصحاب الصفه‘‘... یعنی صفہ والے اور تجھے کیا پتہ کون ہیں، صفہ والے... اور چراغ دین نبی بن بیٹھے جو خدمت اور نصرت میں ان کا عشرِ عشیر بھی نہ ہو، خدمت اور نصرت تو کوئی کرے اور صلہ کسی کو ملے، محنت کسی کی اور پھل کوئی پائے کامل متبع بوجہ ہمہ وقت خدمت اور صحبت میں رہنے کے مرزا کے انصار ہوں اور نبوت مل جائے چراغ دین کو:

کھیر پکائی جتن سے چرخہ دیا جلا
آیا کتا کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا

قارئین کرام! چراغ دین کے دعویٰ نبوت سے اگر مرزا کے ان انصار اور مخلصوں کی جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے تھے توہین لازم آتی ہے تو کیا جناب مرزا کے دعویٰ نبوت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین لازم نہیں آتی؟ آتی ہے۔ قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ چراغ دین مرزے کے زمانہ کا ہے، مرزے کا مرید ہے اور مرزے کے انصار جن کی مرزا بار بار تعریف کررہا ہے وہ بھی مرزا کے ہم زماں اور مرید ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ مرزا کے انصار ہمہ وقت صحبت میں اور ہر وقت نصرت میں مشغول رہتے ہیں، مرزا کے نزدیک اس چراغ دین سے جو بوجہ اپنے گھر رہنے کے تھوڑا وقت مرزا کی خدمت میں رہتا ہے افضل ہیں تو کیا اسی قاعدے کی رو سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین مرزا سے افضل نہیں ہیں؟ اور سچ تو یہ ہے کہ جتنا تعلق چراغ دین کا مرزا کے انصار سے ہے اتنا تعلق بھی مرزا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے نہیں اور بھی نہ سہی تو کم از کم مرزا کے دیکھنے میں تو چراغ دین مرزا کے انصار کا شریک ہے۔ مرزا کو تو اتنی شرکت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا تو درکنار پہلی صدی کے شرف سے بھی

بے نصیب پورے تیرہ سو سال بعد کی پیداوار۔

قارئین کرام! اگر چراغ دین کا مرزا کے انصار کے مقابلہ میں کامل تبع ... اور افضل ہونا صرف اس لئے درست نہیں کہ چراغ دین اکثر حصہ وقت کا اپنے گھر گزارتا تھا اور مرزا کے انصار زیادہ وقت مرزا قادیانی کی خدمت اور صحبت میں رہتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کیونکر کامل تبع ہوسکتا ہے، جس کی پیدائش تیرہ سو سال بعد ہو، یہ کہنا کس قدر جسارت ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ مسیح موعود (یعنی مرزا)" سبحانک ھذا بھتان عظیم "وہ ہستیاں کہ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جن پر پڑی، وہ ہستیاں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کرتیں: یارسول اللہ! جب ہم گھر ہوتے ہیں اور آپ کا خیال آتا ہے تو جب تک حاضر ہو کر دیکھ نہ لیں قریب ہے کہ ہماری جان نکل جائے، وہ ہستیاں کہ جب ان میں سے کوئی کسی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہوتا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تشویش ہوتی اور حالات معلوم کرنے کے واسطے ان کے گھر آدمی روانہ فرماتے، وہ ہستیاں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھایا، وہ ہستیاں کہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں سے (جو جنگ اُحد میں آئے تھے) بہتا ہوا خون اس طرح پیا جس طرح بچہ ماں کے پستان سے دودھ پیتا ہے، وہ ہستیاں کہ جن کے ہاتھوں نے سپر کا کام کیا اور میدان اُحد میں دشمنان دین کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آنے والے تیروں کو اپنے ہاتھوں سے روکا حتی کہ یہ ہاتھ ہمیشہ کے واسطے شل ہوگئے۔ وہ ہستیاں کہ جنہیں جان دے دینا تو گوارا تھا، نہ تھا گوارا تو یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا چبھے وہ ہستیاں کہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر روزے رکھے، حج اور عمرہ کیا، سفر اور حضر میں آپؐ کے رفیق رہے۔ آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور آپؐ نے ان کے پیچھے نمازیں ادا فرمائیں، عشق و ادب کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ تھوکتے تو لعاب دھن زمین پر نہ گرنے دیتے، جس کے ہاتھ پر پڑ جاتا وہ اس کو اپنے منہ پر مل لیتا، جو بات آپؐ کے منہ مبارک سے نکلتی اس کے پورا کرنے کو سب کے سب ٹوٹ پڑتے، آپؐ کے وضو کا پانی آپس میں لڑ لڑ کر تقسیم کرتے، اگر کسی کو قطرہ بھی نہ ملتا تو دوسرے کے تر ہاتھ سے مل کر اپنے منہ پر مل لیتا، آپؐ کے سامنے بولتے تو نہایت ہی ادب اور پست آواز سے بولتے، آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر ادب کی وجہ سے مسلسل ہرگز نہ دیکھتے، اپنی آنکھیں نیچی رکھتے۔ اگر آپ کے سر اور ریش مبارک کا بال گرتا تو اس کو تبرکاً اٹھا لیتے اور اس کی تعظیم اور احترام کرتے، اگر یہ ہستیاں کامل تبع، فدائی اور فرمانبردار نہ تھیں تو مرزائی احباب کو ناگوار نہ گزرے، قادیان کا دہقان بھی کامل تبع نہیں ہوسکتا۔

قارئین کرام! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مقامِ نبوت پر فائز نہ ہونا اور کسی صحابی کا نبی نہ ہونا بایں وجہ نہیں کہ وہ نعوذ باللہ کامل تبع فدائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے فرمانبردار نہ تھے بلکہ اس کی وجہ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپؐ پر سلسلۂ انبیاء ختم ہے، آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا کامل تبع فدائی اور فرمانبردار ہونا قرآن شریف اور حدیث مبارک سے بالصراحت ثابت ہے۔ اگر غلام احمد قادیانی اور امت مرزائیہ کو نظر نہ آئے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

حضرت آدم علیہ السلام کی توہین:

"آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور انہیں تمام ذی روح انس و جن پر سردار حاکم و امیر بنایا.... پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنت سے نکلوایا اس جنگ و جدال میں آدم کو ذلت و رسوائی ہوئی.... اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح (یعنی مرزا) کو پیدا فرمایا تا کہ آخر زمانہ میں شکست دے۔" (روحانی خزائن، ج:۱۶، ص:۳۱۲ تصنیف مرزا)

"پہلا آدم آیا اور اسے شیطان نے جنت سے نکال دیا مگر دوسرا آدم (یعنی مرزا) آیا تا لوگوں کو دوبارہ جنت میں داخل کرائے۔"

(اخبار الفضل، جولائی ۱۹۳۱ء، قادیاں)

"آدم اس لئے آیا کہ لوگوں کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور اُن میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح اُمم (یعنی مرزا) اس لئے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف لوٹائے اور ان میں اختلاف و مخاصمت (یعنی جھگڑا) تفرقہ پراگندگی کو دور کرے۔"

(روحانی خزائن، ج:۱۶، ص:۳۰۸ تصنیف مرزا)

حضرت نوح علیہ السلام کی توہین:

"خدا تعالیٰ نے میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلائے ہیں کہ اگر نوح کے زمانہ میں دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۵۷۵ تصنیف مرزا)

یوسف علیہ السلام کی توہین:

"پس اس امت کا یوسف (یعنی مرزا) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کرکے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف یعنی مرزا کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی آپ خدا نے گواہی دی اور نشان دکھلائے مگر

یوسف بن یعقوب انسانی گواہی کا محتاج رہا۔“

(روحانی خزائن، ج:۲۱،ص:۹۹ تصنیف مرزا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے (یعنی مرزا) دی گئیں اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے، جو خدا کی عنایت نے مجھے (یعنی مرزا) کو انجام دینے کی قوت بخشی ہے۔“

(روحانی خزائن، ج:۲۲،ص:۱۵۷ تصنیف مرزا)

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود کو (مرزا کو) بھیجا جو اس پہلے مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے، مجھے (یعنی مرزا کو) قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو میں دکھلا سکتا ہوں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔“

(روحانی خزائن، ج:۲۲،ص:۱۵۲ تصنیف مرزا)

مرزا کا شعر:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین اردو مطبوعہ قادیان)

قارئین کرام! صرف یہی نہیں کہ مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا، بلکہ جی بھر کے آپ کی تحقیر بھی کی اور جو کچھ ان کے متعلق مرزا کے قلم سے نکلا شرافت آج تک اس پر سر پیٹ رہی ہے اور میرا باغیرت قلم ان عبارات کے تصور سے عرق ندامت میں ڈوب جاتا ہے، یہاں مرزا کی ان عبارات کی صرف اقتباسات درج ہیں، مطالعہ فرماویں، مرزا قادیانی لکھتا ہے:

☆عیسیٰ علیہ السلام بدزبان تھے، ☆نہایت غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کرتے تھے، ☆شرابی تھے، ☆مسمریزم جیسے قابل نفرت اور بدخاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے، ☆روحانی تاثیروں میں ضعیف نکلے اور قریب قریب ناکام تھے، ☆اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں بے معنی تھیں، ☆آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی، ☆اس کی نبوت کی ابطال پر کئی دلائل قائم تھے، ☆آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا، ☆گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے کنارہ کشی کرلی، ☆رجولیت سے محروم تھے اور ہیجڑا ہونا کوئی صفت نہیں، ☆آپ کی معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے خودبخود پیدا ہوجاتے ہیں، ☆آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا، ☆آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان میں تھی، ☆آپ کے علمی اور عملی طور پر قوی بہت کچے تھے، ☆آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے، ☆ایک نوجوان بے تعلق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔ (نعوذ باللہ) (جاری ہے)

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

حکیم العصر محدث کبیر ولی کامل مخلص العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر سرپرستی
شیخ طریقت ولی ابن ولی مرشد الموحدین
حضرت مولانا سائیں عبدالصمد ہالیجوی مدظلہ
سجادہ نشین درگاہ ہالیجی شریف

تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس
بعد نماز مغرب
مقام مسجد روڈ نواب شاہ

بتاریخ 8 مارچ 2013 بروز جمعۃ المبارک

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی سیاسی جماعتوں کے قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ
0302-6961841
0333-7028157
0331-3378871

مرزا غلام احمد قادیانی ملکہ برطانیہ کا وفادار اور ایجنٹ تھا: مولانا شجاع آبادی

حیدرآباد.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۶ رجنوری بعد نماز عشاء گلشن خیر محمد جامع مسجد سید الشہداءؓ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں تلاوت ونعت کے بعد مولانا ضیاء الرحمن طاہر کا بیان ہوا۔ بعدازاں مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ مومنین کی ایک جماعت ہے، جس نے اللہ پاک سے وعدہ کیا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کریں گے، توحید کا علم بلند کریں گے، اپنی جانیں نچھاور کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت اور آپ کے دشمنوں کا مقابلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے۔

آخری بیان حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کا ہوا، انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے دشمن ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی ملکہ برطانیہ کا وفادار اور ایجنٹ تھا۔ اس نے انگریزوں کی ملی بھگت سے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی نے امام مہدی اور حضرت مسیح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''امام مہدی کا نام محمد ہوگا، والد کا نام عبداللہ ہوگا، بنی فاطمہ میں سے ہوں گے، مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے۔'' لیکن سب جانتے ہیں کہ ملعون مرزا کا نام غلام احمد قادیانی، والد کا نام غلام مرتضیٰ، والدہ کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی اور یہ پیدا قادیان (ہندوستان) میں ہوا۔ لہٰذا مہدی ومسیح کی ایک علامت بھی مرزا کے اندر نہیں پائی جاتی۔ کانفرنس میں مولانا عبدالسلام قریشی، مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن، مفتی حبیب اللہ، حافظ خالد وحامرا ودیگر علماء کرام بھی شریک ہوئے۔

تمام انبیاء کرامؑ صادق اور امانت دار تھے: مولانا شجاع آبادی

ٹنڈو جام.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۳ رجنوری ۲۰۱۳ء، صبح ۱۱ بجے، مدرسہ عثمانیہ ٹنڈو جام میں طلبا واساتذہ سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ تمام انبیاء علیہم السلام صادق اور امانت دار تھے، متقی اور پرہیزگار تھے، انبیاء پر وحی لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے، اس کے برعکس ملعون مرزا قادیانی نبی تو درکنار ایک شریف انسان کہلانے کا بھی مستحق نہ تھا، کذاب، دجال، خائن، شرابی وزانی تھا۔

تکمیل دین آیت کریمہ وصال نبوی سے اکیاسی دن پہلے نازل ہوئی

حیدرآباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بعد نماز عشاء لطیف آباد نمبر ۱۰ جامع مسجد مدینہ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ یہ آیت کریمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تقریباً اکیاسی دن قبل نازل ہوئی اور تکمیل دین کی شہادت دی۔ یہ آیت قوی دلیل اور اشارا ہے کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، کیونکہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے طفیل امت میں وحدت اور اجتماعیت پائی جاتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے آپؐ نے فرمایا: ''مجھے اور قیامت کو اس طرح ملا کر بھیجا ہے، جس طرح شہادت اور درمیان کی انگلی ملی ہوئی ہے۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔'' آخر میں مولانا نے سہ سالہ ختم نبوت رکنیت سازی کی ترغیب دی۔ سامعین نے بھرپور رکنیت سازی میں حصہ لیا۔

عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے: مولانا شجاع آبادی

۲۸ دسمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے کذبات کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔ ہم سب کو چاہئے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی جان ومال اور سب کچھ وقف کر دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے تحفظ کا کام کریں، جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے جامع مسجد عمر فاروقؓ میں جمعہ کا بیان کیا۔

مرکزی جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں ایصال ثواب

۳ ربیع الاول بروز بدھ بعد نماز ظہر جامع مسجد ختم نبوت ومدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں مدرسہ کے جمیع طلبا (تقریباً پونے چار صد) اور اساتذہ کرام ودیگر نمازیوں نے اجتماعی طور پر قرآن پاک پڑھ کر (حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف) کی اہلیہ محترمہ، مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسویؒ، حضرت مولانا سید محمد اشرف ہمدانیؒ (فیصل آباد)، جناب پروفیسر غفور احمد اور جناب قاضی حسین احمدؒ ودیگر مغفورین ومرحومین کے لئے ایصال ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کی مغفرت فرما کر انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

دروسِ ختم نبوت، نوابشاہ

نواب شاہ (رپورٹ: قاری عطاء الرحمن مدنی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے بعد نماز ظہر جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں درس دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور قادیانی مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے فتنۂ قادیانیت کا ہر سطح پر تعاقب جاری رکھا جائے گا۔ بعد نماز عصر جامع مدنی مسجد کپڑا مارکیٹ میں درس دیتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت پورے دین اسلام کی اساس ہے۔ انہوں نے کہا کہ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے اکابرین ختم نبوت نے جو مشن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سونپا ہے انشاء اللہ ہم ان کے مشن کو پورا کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اکابرین کے سامنے سرخرو ہوں گے۔

عظمتِ ختم نبوت کانفرنس، نوابشاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے زیر اہتمام بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدی جمشید کالونی میں عظمت ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا، تلاوت کی سعادت اسی مسجد کے امام حضرت قاری محمد انور نے حاصل کی۔ اس کے بعد ایک ساتھی نے ہدیہ نعت پیش کیا، پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوابشاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے عظمت ختم نبوت پر ایمان افروز بیان کیا۔ آخر میں مہمان خاص مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منکرین ختم نبوت قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کے غدار ہیں قوم بیدار ہوکر ختم نبوت کے غداروں کی سازشوں کو ناکام بنائے، انہوں نے قادیانیوں کے مکمل بائیکاٹ کا سامعین سے وعدہ لیا اور کہا کہ مسلمان ۸/مارچ کی ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ میں بھرپور شرکت کریں۔ اس کانفرنس میں مقامی علماء کرام مولانا انیس، قاری محمد امجد مدنی، قاری محمد تصور، مولانا عبدالرشید سعدی، قاری علی اصغر، بھائی بلال خان، بھائی محمد امجد سمیت اہل علاقہ نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کے اختتام پر حاضرین کو ختم نبوت کا لٹریچر دیا گیا۔ اسی دورۂ نواب شاہ کے دوران مولانا قاضی احسان احمد نے ۸/مارچ کو منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ کی تیاری کے لئے مختلف مقامی تاجروں اور کارکنوں سے ملاقات کی اور تنظیم الاعوان کے صدر اور مشہور ٹرانسپورٹر زاہد اعوان سے ملاقات کرکے کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

آہ! سیّد کمال شاہ!

ندیم نواب، کراچی

جہل گرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے

۱۸/جنوری ۲۰۱۳ء کا خون آشام دن ہم سے ہمارے بھائی، ہمارے رفیق، ہمارے دوست سیّد کمال شاہ کو ہم سے جدا کرگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ علماء، صلحاء کے خون سے رنگین ہوئی، کرچی کرچی ہوتی کراچی کی سرزمین سرخ سے سیاہ مائل ہوچلی۔ جس نے لکھا کہ فائرنگ سے دفتر ختم نبوت کا ڈرائیور جاں بحق، اس نے غلط لکھا۔ جس نے کہا فائرنگ سے دفتر ختم نبوت کا ڈرائیور ہلاک، اس نے غلط لکھا.... کیونکہ اس کے اندر تو ایک جذبہ کارفرما تھا، اپنے پیارے آقا کالی کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پہ کٹ مرنے کا، نہ بیوی کے دیئے واسطے اس کے پاؤں کی زنجیر بن سکے، نہ تین چھوٹی چھوٹی بچیوں کی محبت آڑے آسکی، اس کے گھر والے بارہا اس کو کہتے تھے: ''کراچی کے حالات صحیح نہیں تم نوکری چھوڑ دو، اگر نوکری نہیں چھوڑ سکتے تو اپنا تبادلہ ملتان، لاہور یا کسی اور جگہ میں کرالو۔''

لیکن مرد قلندر کا ایک ہی جواب ہوتا تھا: ''نہ ختم نبوت چھوڑوں گا، نہ کراچی چھوڑوں گا نہ قاضی صاحب کو چھوڑوں گا۔'' ہم نے کبھی نہ اس پر تھکاوٹ طاری دیکھی، نہ کبھی نیند کا غلبہ دیکھا، نہ آرام کا تقاضا دیکھا، نہ ماتھے پر شکن کبھی دیکھی۔ کتنی بار رکابی میں ایک ساتھ کھانے کی سعادت راقم الحروف کو نصیب ہوئی، کتنی بار اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھایا۔ بچوں کے انعامات کی پیکنگ کے لئے راتوں کو جب تواتر کے ساتھ دفتر جانا ہوتا تو بار بار چائے بنا کر لے آتے، کبھی لیمن ٹی تو کبھی دودھ والی، پھر ہمارے ساتھ رات گئے پیکنگ میں بھی حصہ لیتے، سامان کی نقل وحمل میں بھی تعاون کرتے، ساتھ ساتھ ان کی بذلہ سنجی بھی چلتی رہتی۔ کورز پروگراموں میں، سیمیناروں میں گاڑی لوڈ کرکے لانا لے جانا، پھر وہاں ذوق وشوق سے ترتیب میں بھی حصہ لینا، یہ سارا کچھ ان کی ڈیوٹی میں تو شامل نہیں تھا لیکن جب دماغ میں سودا سما جائے اور آقا کالی کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا سمندر موجزن ہو تو وہ پھر یہ نہیں دیکھتا کہ آج جمعہ ہے چھٹی ہے یا رات کا ایک بجا ہے یا کتنے سال سے گاؤں چھٹی پر نہیں گیا۔

آج بس ان کی یادیں ہی ہمارے ساتھ رہ گئیں، آہ! سیّد کمال شاہ جی:

عالم عالم عشق و جنوں ہے دنیا دنیا تہمت ہے
دریا دریا روتا ہوں صحرا صحرا وحشت ہے

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304